رجسٹرڈ ایل نمبر

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا ہینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی
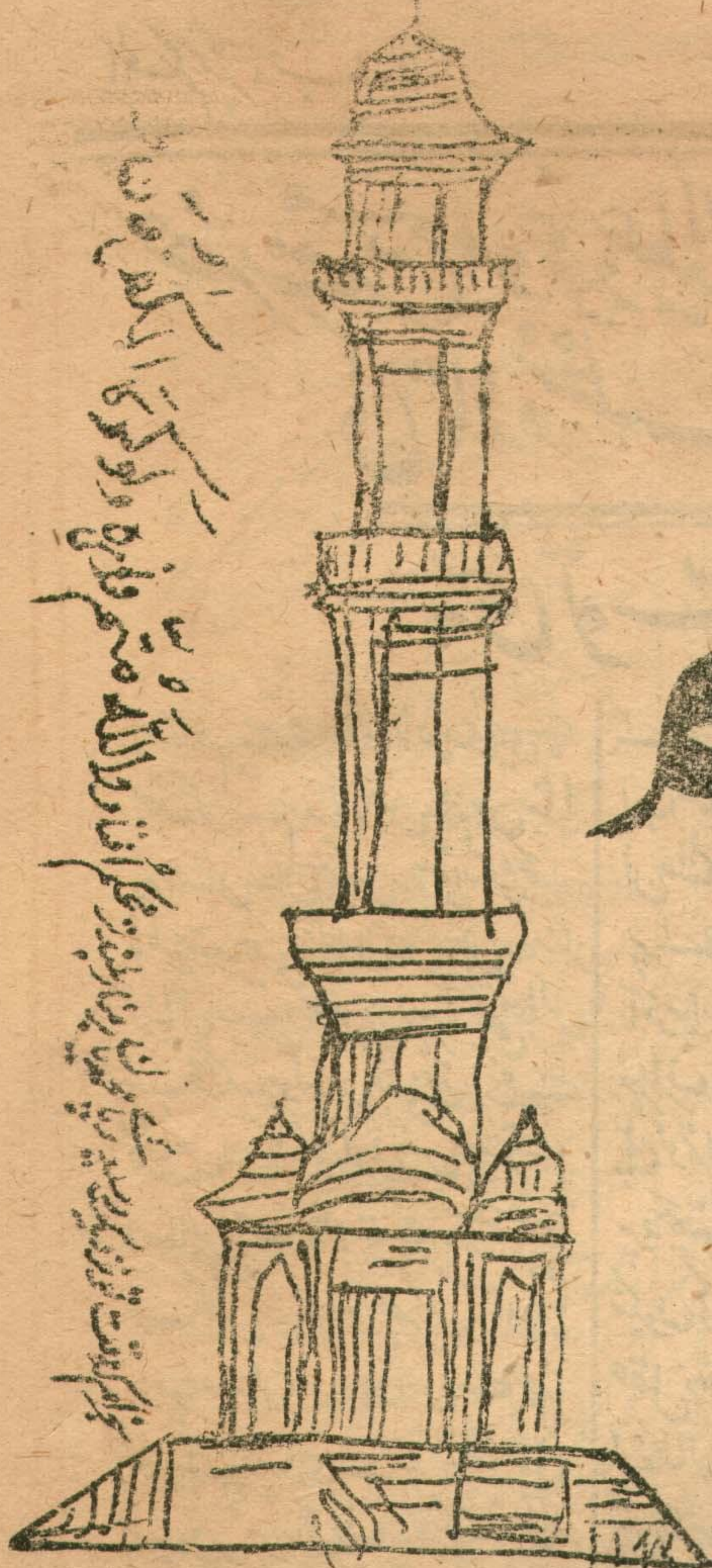
جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ | نمبر ۸

تازہ الہامات

۲۸ فروری ۱۹۰۷ء۔ **سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی** چنانچہ اسی دن بارش ہوگئی اور ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ آگیا۔ مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کا آج (۵ مارچ ۱۹۰۷ء) کی ڈاک میں خط آیا کہ قریباً نو بجے رات کے ایک سخت جھٹکا بھونچال کا آیا اور بارش بھی بہت ہوئی اور اولے پڑے۔ اور چوہدری محمد نواب خان صاحب تحصیلدار کا آج گوجرات سے ایک کارڈ آیا۔ وہ لکھتے ہیں۔ ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ گوجرات میں آیا۔ جو نہایت خطرناک تھا اور پیشگوئی قبل از وقت ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو کی گئی تھی جبکہ دھوپ تھی اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔ اور نہ زلزلہ آیا تھا اس واقعہ کے گواہان حاشیہ میں درج ہیں سلہ

سلہ حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ محمد صادق ایڈیٹر بدر۔ شیخ محمد نصیب صاحب مجر بدر۔ محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل۔ مولوی شیر علی بی اے۔ میر ناصر نواب صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری۔ منشی رلا رام۔ مولوی فضل دین صاحب۔ حاکم علی رئیس چک پنیار۔ عرب صاحب عبدالمحی۔ سید ناصر شاہ صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ عبدالستار خان صاحب کابلی۔ احمد نور کابلی × ڈاکٹر عبد اللہ۔ قاضی میر حسین۔ کرم علی کاتب۔ شیخ محمد اسمعیل سرساوی۔ مہدی حسین۔ مولوی محمد فضل چنگی احمدی۔ قدرت اللہ صاحب۔ برکت علی محرر الحکم۔ ماسٹر محمد دین صاحب۔ امیر احمد صاحب ولد مولوی سردار علی صاحب حکیم۔ احمد الدین صاحب زرگر۔ محمد اشرف محرر دفتر محاسب صدر انجمن۔ بورڈران مدرسہ تعلیم الاسلام۔ طالب علمان مدرسہ تعلیم الاسلام۔ الغرض بہت سے ہیں۔ کمی گنجائش کے سبب چند نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں۔

امور منزلیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کو دوپہر کے قریب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم کو چھٹا بچہ اور **چوتھا بیٹا** عطا فرمایا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے بچے کا نام **محمد داؤد** رکھا (اللھم اجعلہ کاسمہٖ) احباب سے التماس ہے کہ وہ دعا کریں کہ یہ بچہ اور اس کے بھائی اسلام کا سچا نمونہ ہوں اور خدمت دین اور اشاعت ملت قدیم میں وہ سعی ہوں اور نافع الناس وجود بنکر جئیں۔

۴ مارچ ۱۹۰۷ء روز شنبہ۔ الہام (۱) انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ تفہیم یہ ہوئی۔ کہ ای اللہ جانہ تعالیٰ تم سے ابتلا دور کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ تم اس کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا اور پھر انھیں کی طرف اشارہ کر کے الہام ہوا (۲) **ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔** اور پھر الہام ہوا۔ (۳) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ اے لوگو تم اپنے رب کی پرستش کرو۔ وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بناؤ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور پھر الہام ہوا۔ (۴) یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم۔ ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو۔ وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا۔ (۵) **اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔** اور پھر مجھے مخاطب کر کے الہام ہوا (۶) انت منی وانا منک انت الذی طار الی روحہ۔ یعنی تو مجھ سے ظاہر ہوا۔ اور میں اس زمانہ میں تجھ سے ظاہر ہو نیوالا ہوں۔ تو وہ ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم بہار شروع ہو گیا ہے مگر آسمان گاہے ماہے مطر آلود ہو جاتا ہے (۲) ۳ فروری کے متعلق جو نوٹ شائع کیا گیا ہے اس کے متعلق اتنا اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ بالآخر افسران تفتیش کنندہ کی سعی اور محنت سے مقدمہ نکل آیا اور مال برآمد کیا گیا۔ (۳) میر محترم

آرین عقائد کی تردید دیانندی قلم سے

سوامی دیانند جی کتاب ستیارتھ صفحہ ۲۱۰ و ۲۸۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ خدا اپنے قوانین مقررہ کے برخلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی صفات طبعی کو بدل سکتا ہے۔ اسی بنا پر سوامی جی نے انبیاء پاک کے معجزات کی نہائت بے باکی سے تردید کی ہے۔ اور قدامت ارواح و مادہ کے متعلق بھی اسی گورکھ دھندے کو پیش کر دیا کرتے ہیں کہ اگر روح و مادہ قدیم نہیں تو بتاؤ کب اور کس طرح پیدا کیا گیا دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۸۔ ان کی تقلید پر آپ کے چیلے لیکھرام مقتول اور اُس کے بعد لالہ سالگ رام الہ آبادی مصنف رسالہ اثبات تناسخ وغیرہ نے بھی غیر مذاہب پر قسم قسم کے ناجائز حملے کئے ہیں۔

سوامی جی کا معمول ہے۔ کہ غیر مذاہب کی تردید میں ایسے ایسے اصول وضع کر لیا کرتے ہیں۔ جو کہ بالکل ہی غلط بلکہ اغلط ہوتے ہیں۔ اس جگہ آنجناب نے ویسے ہی اصول مخترعہ سے کام چلایا۔ مگر افسوس کہ سوامی جی اگر بالکل دہریہ ہو کر ایسے اصول مقرر کرتے۔ تو شاید آپ کے لئے زیادہ اچھا ہوتا۔ لیکن اب تو آپ بھی وید کے منبع ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ویدوں کو الہامی ثابت کرنے کے واسطے سرگرداں ہیں۔ خیر ہمیں کیا تعلق ہر ایک آدمی کسی نہ کسی مذہب کا پابند کسی کتاب کا پیرو ہو کر اُس کو الہامی خیال کرتا ہے۔ لیکن لطف ہے تو یہ کہ جن مصنوعی اصول کے رو سے غیر مذاہب کو غلط کہ دیا تھا۔ ویدوں کے الہامی ثابت کرنے کے وقت اُن اصولوں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

آپ کا اصول ہے کہ خدا کسی انسان کی صفات طبعی کو بدل نہیں سکتا۔ اس لحاظ سے کوئی خاص انسان اپنی طبعی صفات کی قید سے چھٹکارا پا کر مختار نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک مقررہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ امیر ہو یا غریب تاوقتیکہ کچھ حصہ اپنی عمر کا تعلیم میں صرف نہ کرے عالم نہیں کہلا سکتا۔ سوامی دیانند نے بھی زیادہ سے زیادہ پچاس سال اور کم سے کم پچیس سال وید کے پڑھنے میں صرف کرنے تجویز فرمائے۔ کیونکہ آپ کے خیال شریف میں اس سے کم مدت میں کوئی آدمی وید کو کما حقہ نہیں جان سکتا۔

جب ہم نے اس اصول کو ہاتھ میں لیکر خود سوامی جی کی سوانح عمری کو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے کل چار سال ورجانند اندھے سے سنسکرت پڑھی لیکن اپنے شاگردوں کو پورے عالم سنسکرت ہونے کا یقین دلا گئے لیکن اب سوال یہ ہے کہ جبکہ اور انسان ۵۰ سال یا ۲۵ سال سے کم میں سنسکرت نہیں پڑھ سکتا تو سوامی جی نے کل چار سال میں کس طرح تمام سنسکرت پڑھ لی۔ سوامی دیانند تو خیر ۴ سال ہی پڑھتا رہا۔ لیکن آریہ مسافر ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہے۔ کہ ہم آریہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرہ۔ یہ چاروں رشی سرشٹی کی ابتدا میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ رہے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی انہوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی پائی۔ وہاں روحانی آنکھوں کیلئے ایشوری علم کی تحریک دل میں حاصل کی یعنی وید کے عالم ہوئے اور رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱ میں سوامی دیانند جی بھی اسی طرح تحریر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ خدا کا وہ قانون جو عیسائی مسلمانوں کیواسطے دیانندی کونسل میں پاس ہوا۔ کہ خدا کسی کی صفات طبعی نہ پلٹے۔ کدھر گیا۔ کوئی گدھا تو نہیں چر گیا۔

سوامی جی اگر آپ کسی جون میں ہمیں درشن دیں۔ تو ضرور ہم آپ سے اس معمہ کو حل کرا دیں کہ کسطرح ان لوگوں یعنی بلہمان وید کی صفات طبعی پلٹ گئیں۔ کیوں نہ انہوں نے ۵۰ سال برہمچریہ کرکے وید کو حاصل کیا وہ بغیر اتنی سر دردی کے عالم لوگوں کے لئے کیونکر جائز رکھی گئی۔

آریہ سماجیو اب بھی دیکھتے ہو سوامی جی کس مصیبت میں مبتلا ہیں کیا کوئی ہے جو سوامی جی کو اس بلائے ناگہانی سے چھوڑا دے۔

سنو آپ کی مجوزہ شرائط الہام پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام قانون فطرت کے مطابق ہونا چاہئے۔ اور یہ کہ الہام کیں کسی قسم کی رعائت نہ ہونی چاہئیے بتاؤ۔ کس قانون سے خدا نے ان کو ایک کو تمام کا تمام وید ایک ہی جھٹکے میں الہام کر دیا جس طرح الو ایک ہی جھٹکے میں بلا چوں چرا اندر اوتار جاتا ہے۔ اسی طرح وید بھی بلہمان نے پہلے جھٹکے میں اوتار لئے اور یہ بھی بتاؤ کہ اُن کی اتنی رعایت کیوں کی گئی۔ یاد رہے۔ یہ ویدوں کے الہام ہونے کے متعلق کہ کیوں انہی اشخاص پر الہام ہوا۔ سوال نہیں کرتا بلکہ سوال یہ ہے کہ کیوں اتنی جلد ہی ایک ثانیہ یا اس سے بھی کم مدت میں وید اُتر پڑے اور عام کو ۵۰ سال کا زمانہ کی ضرورت ہوئے۔ سماجیو آپ ہی اسی معمہ کو حل کریں ورنہ یاد رکھیں سوامی جی اس کے لائق ہیں سے

بن زباں سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدوں
اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہوتا

راقم رحمت مسیح از شاہ کوٹ (از نور افشاں)

آریہ آرگن کی نتیجہ خیز رائے

ہمعصر ست دھرم پرچارک اپنی پچھلی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ گو نشت خوری کسی زمانہ میں پاپ سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب ماس بھکشن کو پاپ سمجھنا تو در کنار۔ اس وقت ایسے ہندو موجود ہیں جو اسے نہ صرف جائز بلکہ اپنا کرتویہ کرم سمجھتے ہیں۔ اہل اسلام ماس بھکشن کے یہاں تک قائل ہیں کہ جانوروں کی قربانی اُن کے مذہب کا ایک جزو ہے لیکن اُن کے زمانہ میں بھی آریہ ستان کے اندر ماس بھکشن کے مرض نے اس قدر ترقی نہیں پکڑی تھی جو آج دکھائی دیتی ہے۔ وجہ یہ کہ زبردست انگریز قوم نے آریہ ورتا کی کایا پلٹ دی ہے۔ جب حاکم قوم کا دستر خوان بغیر ماس کے اداس سمجھا جاتا ہے تو پھر آریہ ستان کے بعض سپوتوں کی زبان زد عام کیوں نہ ہو کہ ماس بنا سب گھاس سوئی کے مہاتما ہمعصر کا یہ کہنا واقعی سچ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں قربانی ایک جزو مذہب سمجھی گئی ہے۔ لیکن اُسکی اس رائے سے کسی واقف کار کو اتفاق نہیں ہو سکتا کہ ویدک دھرم کے رو سے قربانی پاپ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب بقول اُسکے اس زمانہ میں گوشتخوری کو روا رکھنے والے ہندو بھی موجود ہیں اور حکام وقت کی دستر خوان پر گوشت کا ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے تو پھر خاص مسلمانوں سے ہی اس بارہ میں بغض و عناد رکھنا اور آئے دن ذرا ذرا سے بہانے ڈھونڈھ کر اُن سے برسر پرخاش رہنا کہنے چہ معنی یہ سچ ہے کہ ہندو گئو دیوتا کو اپنی ماتا یا معبود سمجھتے ہیں لیکن ہندو تو بہت سے آگ پانی درختوں پتھروں اور دریاؤں وغیرہ کو بھی پوجتے ہیں حتی کہ شیو لنگ کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ ایک موحد قوم انکی جاہلانہ توہمات کا کہاں تک لحاظ کر سکتی ہے۔ گاؤ کشی کو اگر مسلمان جائز سمجھتے ہیں تو حکام وقت کے ہاں وہ ضروری اور لازمی امر ہے اور بقول آریہ آرگن انگریزوں کے طرز عمل کا ہی یہ اثر ہے کہ خود آریہ ستان کے بعض سپوت بھی ماس بغیر رسوئی کو گھاس کہنے لگے ہیں ورنہ مسلمانوں کے عہد میں بھی اسکا اتنا زور نہ تھا۔ پس نتیجہ یہ کہ آریہ مہاشوں کو اس معاملہ میں اپنے ہی دھرمی بھائیوں سے اور انگریزوں سے فیصلہ کرنا چاہئیے مسلمانوں سے لڑنے جھگڑنے اور امن عامہ میں خلل انداز ہونے کا انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا (وکیل)

بے تعصبی امیر

سلسلہ احمدیہ کیلئے ایک درخواست

(ترجمہ از اخبار پاپونیر الہ آباد مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کچھ عرصہ ہوا کہ پاؤنیر کے کالموں میں علی گڈھ کالج کے ڈپوٹی ڈیپوٹیشن کے ایک ممبر کی قلم سے ایک آرٹیکل نکلا تھا جس میں مضمون نگار نے اپنے ذاتی تجربہ کے رو سے بیان کیا تھا کہ سلسلہ احمدیہ جہاد کے مٹا دینے میں بہت مفید اور صحیح اثر مسلمانوں پر چپکے اور آہستگی سے ڈال رہا ہے۔ اس امر کے ظاہر کرنے میں "کہ سلسلہ احمدیہ شاہنشاہ ایڈورڈ کی بے لگام اور سرکش رعایا کو برٹش گورنمنٹ کے پُر امن باشندے بنانے میں ایک کسان کا کام دے رہا ہے" یہ مضمون نگار صرف پہلا اور اکیلا شخص نہیں بلکہ اس سے زیادہ دور اندیش پولیٹیکل امور میں غور کرنے والے اور دانا شخصوں نے جب اس معاملہ میں بغیر کسی قسم کے تعصب اور رورعایت غور کیا ہے تو وہ بھی ایسے ہی نتائج پر پہنچے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ‍‍[illegible] نے امریکہ کے ایک میگزین میں جہاد کے متعلق بحث کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایسی ہی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں سر فریڈرک کننگھم نے جو پشاور ڈویژن کے کمشنر اور کمشنر رہ چکے ہیں اس سلسلہ کے بانی کو لکھا تھا "کہ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں یہ رسالہ اسلامی عقاید کی ایک صحیح اور مبرھن تفسیر ہے۔ اور آپ کے علم و فضل کے شایاں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جیسے عالم فاضل اُستاد کی تفسیر کو تمام مسلمان بسر و چشم قبول کرینگے نہ صرف اپنی پاک مذہب کی بہتری کے لئے بلکہ اِس ثبوت کی وجہ سے کہ اسلام ہرگز اس بات کا روادار نہیں کہ مذہب کی آڑ میں ایسے مجہول اور بدخواہی کے کام کئے جاویں۔ میں خوش ہونگا کہ آپ کے رسالے اور فتوے اس سرحدی صوبہ میں کثرت سے شایع ہوں۔"

سر فریڈرک کننگھم کا آخری فقرہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سرحدی صوبہ میں سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات کیا کام کر رہی ہیں۔ جہانتک اس وقت تک بہت سی قیمتی جانیں اس غلط عقیدہ کا شکار ہو چکی ہیں۔ جہاد کے مسئلہ پر ایک لمبی اور گہری غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی گذشتہ تاریخ ہرگز اس عقیدہ کا منبع و ماوٰے نہیں بلکہ ایک آئندہ کی امید ہے جو اس کی پرورش کر رہی ہے۔ دوسرے الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال ہرگز جہاد کے مؤید نہیں۔ بلکہ اس کے مؤید ایک ایسی مہدی کی آمد ہے جو کافروں سے جنگ کریگا اور ہر ایک انسان کو جو اسلام قبول نہیں کرتا۔ قتل کر دیگا۔ ایسے افراد و لیڈر کی ہر وقت اُمید آمد اس بیجا جوش کی حرارت کو بعض دلوں میں بھڑکاتی رہتی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بہت سے مسلمان

ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دے چکے ہیں جن میں کہا جاتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اس کے جواب میں صفائی سے یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نبی کریم کی لڑائیاں دفاعی رنگ میں تھیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے باہر کسی نے اس غلط عقیدہ کی تردید نہیں کی۔ جس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مہدی آئیگا۔ جو غیر مسلمانوں سے جنگ کریگا اور انکو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ سلسلہ احمدیہ نے نہ صرف چند عقائد کی تفسیر کے ذریعہ بلکہ عملی طور پر ایک ایسے مہدی کے قبول کر لینے سے جو کہ اسلام کا غلبہ بخلاف تلوار۔ نشانات اور براہین کے ساتھ ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے اس عقیدہ جہاد کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔ جس کو ایک آنیوالے غازی مہدی کی امید ہمیشہ تازہ کرتی رہتی ہے۔ اور اپنے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ نہ خود نبی کریم نے اس بات پر عمل کیا نہ مہدی کے زمانہ میں اسپر عمل کرنے کا کوئی موقعہ ہے۔

حالت موجودہ میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی امن و صلح کے بڑھانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور تمام ہی خواہان برٹش گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ اگر وہ اس کے پھیلانے میں مدد نہ دیں تو کم سے کم اسے موقع دیں کہ یہ پھلے پھولے اور نشو و نما پائے۔ اس کے متعلق ہز میجسٹی امیر کابل کا بھی ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ اپنی قیام کے تھوڑے ہی عرصہ میں دور دراز ملکوں تک پھیل گیا اور اس کے ممبر خود امیر کی دولت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پہلا ممبر جسکے ذریعہ مرحوم امیر کو یہ پتہ لگا تھا کہ اس سلسلہ کے خیالات جہاد کے خلاف ہیں۔ اس لئے وہ مروا دیا گیا۔ اس کے بعد خوست کا ایک معزز مولوی جس کی خود امیر عزت کرتا تھا اور جسکے مرید امیر دربار کے بڑے بڑے اُمرا شامل تھے اور جسکے مریدوں کی تعداد خاص افغانستان میں پچاس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی اور جو کہ سلطنت انگریزی اور سلطنت امیر ہر دو میں بڑی بڑی جاگیروں کا مالک تھا۔ یہ شخص بانی سلسلہ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ اس بزرگ کا نام صاحبزادہ عبد اللطیف تھا اور وہ خوست کا رہنے والا تھا۔ یہ بزرگ دو یا تین ماہ قادیان میں ٹھیرا اور اسکے بعد اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ اس کی واپسی پر ہز میجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اس کو قید میں ڈلوا دیا اور چند مہینوں کی قید کے بعد جس میں اس کو کئی دفعہ احمدی عقاید سے توبہ کر لینے کے لئے کہا گیا اور اس کو وعدہ دیا گیا کہ اگر وہ انہی عقاید سے تائب ہو جاوے تو اس کی تمام جاگیریں بحال کر دی جائینگی اور پوری آزادی اور شاہی اعزاز حاصل ہو جائیگا۔ مگر اس کے انکار پر اس کو سنگسار کیا گیا۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کھلے طور پر عقیدہ جہاد کے برخلاف وعظ کہتے تھے مگر قانونی طور پر یہ سزا اس جرم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی یہ بدرجہا سنگین تھی۔

اب جبکہ امیر نے عام اعلان اس امر کا کر دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں تمام مسلمان فرقوں اور نیز غیر مسلمانوں کو ایک جیسی آزادی حاصل ہے تو مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی سنگین سزا اور بھی ایک راز سربستہ ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ افغان ایک وحشی اور سرکش قوم ہے اور ان کے شرور سے محفوظ رہنے کے لئے امیر کو بعض دفعہ ایسے ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ جن کی حقیقت

اور انصاف کو ہم نہیں سمجھ سکتے جبکہ ہم بالکل ایک مخالف ہوا اور مخالف حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ متعصب ملاؤں نے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے متعلق شور برپا کیا ہوگا جسکے فرو کرنے کے لئے امیر کو سخت ذرائع اختیار کرنے پڑے ہوں۔ مگر کسی طرح سے غازی مہدی اور جہاد کے خلاف وعظ کہنے کی سزا سنگساری نہیں ہوسکتی (یہ اندھیر ہے)۔ اب چونکہ امیر نے یہ اعلان دے دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں کسی شخص کو اس کے مذہب کے متعلق تکلیف نہیں دی جاتی اور تمام فرقوں کو ایک ہی سی آزادی حاصل ہے۔ اب ہم امید کرتے ہیں کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان میں احمدیوں کو وہی آزادی عطا فرمائیگا جو اوروں کو حاصل ہے اور مذہبی غیر مداخلت کے ثبوت میں وہ مولوی صاحب مرحوم کی اولاد کو انکی اولاد کی جاگیر بحال کردیگا اور جلاوطنی سے انھیں اپنے وطن مالوف میں آنے کی اجازت دیگا۔ اگر احمدیوں کو آزادی مذہب اور آزادی خیالات دینے کے لئے امیر کے پاس کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو بھی اس کے لئے یہ ایک کافی دلیل ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے لئے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم مفید ہے اس لئے بحیثیت انگریزی گورنمنٹ کے دوست و مددگار ہونے کے یہ تجویز اُسے فوراً اختیار کرنی چاہیئے اگر جہاد کا انکار اس کے اپنے مذہبی اعتقادات کے خلاف ہے تو بھی برٹش گورنمنٹ کی خاطر اُسے اپنی سلطنت میں اس تعلیم کی اشاعت ہونے دینی چاہیئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کھلے طور سے افغانستان میں اشاعت ہو جائے تو سرحدی قومیں اپنے ہمسایوں سے بہت سا اثر حاصل کرینگی اور اس طرح متعصب غازیوں کے ہاتھ سے انگریزی افسروں کے قتل بند ہو جائینگے۔ صوبہ خوست جو افغانستان میں ہے۔ اس میں قریباً پچاس ہزار ایسے آدمی ہیں جو بحیثیت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کے مرید ہونے کے سلسلہ احمدیہ کے سچ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کو صرف یہی خطرہ ہے کہ اگر وہ کھلے طور سے اپنے اعتقادات اور ایمانیات کو ظاہر کریں تو ایسا نہ ہو کہ اُن کا حال بھی اُن کے مرشد کا سا بنے۔ اس خوف سے بعض اپنے ملک کو چھوڑ کر برٹش گورنمنٹ کے پُرامن راج میں آبسے مگر تاہم ہزار کے قریب اور ہیں جن کو امیر اپنی ہندو رعایا کی طرح آزادی دیکر ممنون اور گرویدہ بن سکتا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ بحیثیت رعایا ہونے کے ہز مجسٹی احمدیوں کو سب سے زیادہ امن پسند اور بے ضرر پائیگا۔ اور اگر وہ اپنے ملک میں اُن کے عقاید کی اشاعت کی اجازت دیگا۔ تو وہ ایسا کام کریگا جو نہ صرف انگریزی گورنمنٹ کے منشا کے مطابق ہوگا بلکہ عین اسکے اپنے مقاصد کے مطابق ہوگا۔ (محمد علی از قادیان)

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے پیارے بھائی صاحب شیخ یعقوب علی سلمہ الرحمن۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میرے ایک دوست نے جو پہلے ہندو تھا۔ اور اب ہندو مذہب کو ترک کرکے کچھ عرصہ سے رسمی اسلام میں داخل ہوا ہے۔ مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جس کا جواب عرض ہے ضرور آپ اپنے اخبار گوہربار میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ تاکید مزید ہے

یا حسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ نام کے شیخ صاحب۔ دلائل سے بالکل خالی اور بیجا اعتراضوں سے بھرا ہوا جناب کا خط عین انتظاری میں ملا۔ یہ جناب پر ہی کچھ منحصر نہیں۔ بلکہ ایک لاتبدیل قانون ربی ہے کہ خدا کے فرستادوں پر ہر گروہ تاریکی میں مبتلا شدہ اشخاص نے اس طرح کے اعتراض اور استہزا کئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ جس سے جناب نے بھی حصہ لیا۔ میں نے جناب کے خط کو کئی بار غور سے پڑھا۔ اور تعجب پر تعجب اور افسوس پر افسوس ہوا۔ کہ باوجود دعوائے قرآن دانی جتنے اعتراض کئے ہیں۔ کسی ایک کی بھی دلیل دی ہوتی۔ آپ نے ظاہر فرمایا ہے۔

سوال اول۔ مجھ کو مرزا صاحب سے اس واسطے انکار ہے۔ کہ قرآن کریم اور مفسر ربانی اُن کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کرتے۔

جواب۔ افسوس کہ جناب نے دعوے تو کیا۔ مگر دلائل سے پایہ ثبوت کو نہ پہنچایا۔ غرض یہی کہ اس دعوے کے دلائل قرآن کریم و کلام مفسر ربانی سے دیکر مجھے سوچ کا موقعہ دیں۔ یہود۔ نصاریٰ نے بھی رسول کریم کی بعثت کیوقت یہی دعویٰ کیا تھا۔ افسوس۔ کہ آپ نے انکے دعویٰ بلا دلیل سے سبق نہ لیا۔ بلکہ انکے نقش قدم پر چلکر ان سے مشابہت پیدا کرلی۔ دعوے کردینا تو آسان تھا اور ہے۔ اور ہوگا۔ مگر مرتے مر گئے۔ اور مر رہے ہیں۔ اور مرتے رہینگے مگر نہ تو دلائل انکار لاسکے۔ اور نہ لاسکتے ہیں۔ اور نہ لاسکینگے۔ فاتو انکنتم صادقین۔

سوال دوم۔ اگر فرقان حمید کلام الٰہی اور مخرج من الظلمات الی النور اور اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کو مان کر۔ بنی برحق کی تفسیر پر کیوں صبر نہ کیا جاوے۔

جواب۔ پیارے شیخ آسانی کے واسطے الگ الگ نمبر دیکر جواب نے تین ٹکڑے کردیئے ہیں۔ جواب ملاحظہ فرماویں۔ ٹکڑا نمبر اول۔ اگر کسی مزکی اور مطہر کی ضرورت نہیں۔ اور صرف کلام الٰہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہود کا کیا قصور تھا اور ہے کہ باوجود موجود ہونے توریت کے جسکو کلام الٰہی (فرقان حمید) نے نور فرمایا۔ مغضوب علیھم ہو کر غضب علی غضب کے حقدار ہوئے۔ آپ کے فرمانے کے بموجب انھیں خاتم النبیین کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ آپ کی طرح توریت کو ہی ہے۔ کافی خیال کرتے رہے۔ اور کر رہے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔۔ کہ شرک کے برابر کوئی ظلمت نہیں۔ اور توحید کے برابر کوئی نور نہیں۔ پس جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں مثلاً بے آب و دانہ ۱۹۰۰ سال آسمان پر زندہ رہنا۔ حالانکہ قرآن زمین کو مسکن و مدفن فرماتا ہے۔ اور جسم کو آب و دانہ کا محتاج ٹھہراتا ہے۔ نیز خالق طیور ماننا۔ محی اموات وغیرہ۔ کیا یہ خیالات شرکیہ نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ صفات الوہیت میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جاوے۔ اور جو لوگ صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں۔ وہ یا تو مغضوب علیھم میں داخل ہیں۔ یا ضالین میں جو اعلیٰ ظلمت اور نور سے منحرف ہیں۔ علاوہ ازیں آپ فرماویں۔ کہ ہندو مذہب کو ترک کرکے کونسا اخراج صد بد ظلمات سے طرف نور کے کیا

ہے۔ آپ کے تو وہی خیالات نشر کیے ہیں۔ جو سابق میں تھے۔ پھر آپ کے واسطے کس طرح صرف کلام الٰہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ بینوا و توجروا

جناب من۔ اگر صرف کلام الٰہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو یہ فرمان ربی جو سورہ مزمل میں فرمایا ہے۔ نعوذ باللہ درست نہیں۔ سورہ مزمل میں آنحضرت صلعم کی نسبت ارشاد ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تمام علمائے کبار اس پیشگوئی سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت کرتے آئے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی مشابہت ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجوہ کثیر ثابت کی ہے۔ اب واضح ہو کہ جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اس آیت میں مثیل موسیٰ بتاکید حرف انّ فرمایا ہے۔ اسی طرح سورہ نور میں سلسلہ استخلاف محمدی کا مشابہت بھی ساتھ سلسلہ استخلاف موسوی کے بلفظ کما بیان فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم تا ...... فاولئک ھم الفاسقون۔ یہ سورہ نور میں آیت ہے۔ اور آیت استخلاف کے نام سے خواص و عوام میں مشہور ہے۔ اس آیت کا سورہ نور میں لانا اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ یہ نور نبوۃ محمدیہ قیامت تک بذریعہ استخلاف جو دوسرے لفظوں میں صوفیائے کرام نے بروز اسکا نام رکھا ہے۔ تاباں و درخشاں رہے گا۔ خواہ کافرین و مشرکین اس کے اطفا میں کیسا ہی زور لگا دیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ بلکہ یہ نور نبوت محمدی بذریعہ استخلاف ایسا تاباں و درخشاں ہوگا۔ کہ اس سے بڑھکر اور کوئی نور واسطے تمثیل کے بھی موجود نہیں ہو سکتا۔ غور فرماویں۔ کہ باوجود ان آیات بینات کے آپ کسی مزکی کے قایل ہی نہیں۔ اور اسپر دعوے یہ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کو سچا ماننے کیواسطے میری رہنمائی نہاین کی۔ العجب ثم العجب (س) الیوم اکملت لکم دینکم (جواب) صاحب من۔ ہم کب اس بات کے قایل ہوئے۔ کہ دین ناقص تھا۔ ہم دین کو کامل مانتے ہیں۔ افسوس۔ کہ باوجود دعوے قرآن دانی اسقدر قرآن کریم سے ناواقفی۔ اس آیت کا مطلب مجھ سے سنیں۔ میرے پیارے بھولے بھالے شیخ۔ تکمیل دو طرح کی ہوتی ہے ایک تکمیل رسالت۔ دوسری تکمیل تبلیغ رسالت۔ تکمیل رسالت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہو چکی۔ تکمیل تبلیغ رسالت کیواسطے یہ زمانہ مقرر تھا۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس آیت کا مصداق مسیح موعود کو لکھا ہے۔ اور کفی باللہ شہیدا میں ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ اس مسیح موعود کی تصدیق نشانات آسمانی سے کی جاویگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی گواہی بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ کسی مامور من اللہ کے لیے کوئی ایسا نشان بطور اعجاز کے صادر ہو جو قدرت بشر سے باہر ہے۔ جیسا کہ کسوف خسوف کا اجتماع ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ میں جو کبھی کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لیے ابتدائے خلقت زمین و آسمان سے صادر نہیں ہوا۔ بس اس بیان سے بطور حصر کے قطعی ثابت ہوا۔ کہ مصداق اس زمانہ میں بجز مرزا صاحب کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ نیز ملاحظہ ہو وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی رسالت جو کافۃ للناس تھی۔ بہ سبب موجود نہ ہونے اسباب اور ذرائع کے آنحضرت صلعم کی حیات میں کل دنیا میں یہ دعوت نہیں پہنچی تھی۔ جس کا پہنچنا کل دنیا لئی و برائی میں ضروری تھا۔ لہذا موجود ہو جانے ذرائع

تبلیغ کے خلیفۃ اللہ کا مبعوث ہونا بھی ضروری ہوا۔ کہ جسکے ہاتھوں سے کل دنیا میں آنحضرت صلعم کی دعوت الی اللہ پہنچ جاوے اسکے لئے تار برقی۔ ریلوے۔ ڈاکخانجات۔ چھاپہ خانہ وغیرہ کو اشارات لطیفہ سے مخبر صادق نے اس کی علامات قرار دی ہیں۔ (۳) کیوں بنی برحق کی تعبیر پر صبر کیا جاوے۔ معترض سے اس میں اسی قدر عرض ہے۔ کہ اس دعوے کے دلائل بیان فرماویں۔ دعوے بلا دلیل قابل سماعت نہیں ہوتا۔

سوال۔ اس زمانہ میں ایسے دنیا و نفس پرست آدمی کو سچا ماننے کیواسطے جرأت نہیں ہو سکتی۔

الجواب۔ اعتراضوں کے سوا کلام الٰہی کا آپ نے بھی دعوے کیا ہے کیا بھی زمانہ نے ثابت نہیں کیا کہ امر سابق تھا۔ اور کیا زمانہ مصلح کی ضرورت کو نہیں پکار رہا۔ غور فرماویں۔ نیز رسول کریم کو دنیا اور نفس پرست کہنے والے یہود و نصاریٰ۔ برہمو۔ آریہ۔ سکھ وغیرہ قومیں آپ نہیں دیکھ رہے۔ جن کے کتنے ہی رسالجات محض اسی غرض سے نکلتے ہیں۔ کہ آپ کے دعوے کو ثابت کریں۔ جو خود جنابنے بھی کہا۔ اور ان سے حصہ لیا۔ اے شیخ۔ جو امام ہوتا ہے۔ اسکو تائید اسلام کے لئے ہزارہا ضرورتیں واقعہ ہوتی رہتی ہیں۔ اور اسی لئے اسپر واجب ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان سے جو اس کی جماعت میں داخل ہے۔ بموجب اس کے استعداد اور توفیق کے چندہ وصول کرکے اسلام کی ضرورتوں میں خرچ کرے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام الکل تھے۔ اور آنحضرت صلعم کو تو ایسے چندوں کی بہت ضرورت پڑتی رہتی تھی۔ بلکہ اموال زکات کا لینا بھی تعلیم الاسلام نے امام ہی کے ذمہ گردانا ہے۔ دیکھو حضرت ابابکر صدیقؓ امام اول نے ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ جنہوں نے ادائے زکات سے بیت المال میں انکار کیا تھا۔ پھر ملاحظہ ہو وہ مناظرہ جو مابین ابابکر صدیقؓ اور عمرؓ کے واقعہ ہوا۔ جو صحیح بخاری کے صفحہ ۱۸۸ میں مذکور ہے۔ بس جو امام مصلح امت علی منہاج النبوۃ ہوگا۔ اس کو بھی ضرور بالضرور واسطے تائید اسلام کے مالی ضرورتیں واقعہ ہونگی۔ جناب کے نزدیک تو نعوذ باللہ کلام الٰہی کی بسم اللہ ہی غلط ہوگی۔ جہاں قرآن مجید کے شروع میں دوسری سطر میں بھی تقویٰ کی شرط ومما رزقنہم ینفقون رکھی ہے۔ خداوند کریم سے ڈریں۔ سارا قرآن مجید جاہدوا باموالکم اور انفقوا فی سبیل اللہ سے بھرا ہوا ہے۔ زکات تک تو سارا مال حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جمع ہو جاتا تھا۔ بینوا و توجروا۔ افسوس۔ کہ باوجود ایسی کھلی تعلیم اسلام کے اور سنت خیر الانام کے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرزا کیوں چندہ لیتا ہے۔ شیخ۔ تعلیم اسلام نے زکات نہ دینے والوں کو منافق۔ کافر۔ مکذب۔ فاسق۔ ظالم فرمایا ہے۔ کیا یہی آپ نے از ظلمات اخراج الی النور کیا ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے۔ جس کی طرف مجھے بلایا ہے۔ اور یہی کلام الٰہی و مفسر ربانی کے تعلیم اور سنت ہے۔ جس نے آپ کو مرزا صاحب کو سچا نہ ماننے دیا۔

سوال ۵۔ اس امر کے ثبوت کے لئے کہ وہ اپنے دعوے نوتراشیدہ میں جھوٹا ہے۔ بیشمار آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے۔

جواب۔ جناب من۔ میں نے قرآن کریم سے بحوالہ سورہ مزمل و نور ایسا ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دعوے نوتراشیدہ نہیں۔ بلکہ یہ پیشینگوئی توریت اور

الٰہی میں بڑی شد و مد سے درج ہے۔ کما مر سابقاً۔ آپ غور فرماویں سادہ لوح شیخ۔ حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے الفاظ بہ آواز بلند پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر مامور من اللہ خدا تعالیٰ مبعوث فرماویگا جسکو تاکید حرف ان سے ثابت کیا گیا۔ افسوس کہ آپ اسکو دعوے تو تماشہ فرماتے ہیں اور چودھویں صدی سے ۲۴ سال گذر گئے۔ اور مامور من اللہ کا پتہ نہیں دیتے۔ اور دوسرے کے آواز صحیحہ کو نہیں سنتے۔ اور طرہ اسپر یہ کہ دعوے کرتے ہو۔ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کی۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ بیشمار آیات و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے بیشمار درج کرنے کی تکلیف کو گوارا نہ فرماویں کیونکہ جناب نے فرمایا ہے کہ دینی کاموں کی دنیا کے کثرت کار کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں۔ صرف ایک آیت قرآنی و حدیث صحیحہ نبوی سے اپنے مدعا کو ثابت کریں۔ این خیال است و محال است و جنوں۔ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ مجھے آیت و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی فرصت نہیں۔ کیا یہ تعلیم کلام الٰہی و مفسر ربانی نے دی۔ جسپر آپ کو ناز ہے۔ یا ایسا قول دُنیا کے فرزندوں کا ہے۔ جب آپ خود ٹھیکہ دار ہیں۔ اور کسی کے تابع نہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کیوں آیات و احادیث صحیحہ سے اپنے دعوے کو ثابت نہیں کرتے خادم باوجود فوجی ملازم ہونے کے جب آپ کے خط کا جواب با دلائل عرض کر سکتا ہے۔ تو آپ کا یہ عذر بہت ہی لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ مجھے کثرت کار کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ تعجب ہے۔ کہ دو ورق کا خط بیہودہ اعتراضات سے اور دلائل سے خالی لکھنے کی فرصت مل جاتی ہے۔ اور آیات و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ اسی پر میرے عقیدہ کو نعوذ باللہ من العقیدۃ الخبیثۃ درج فرمایا ہے

(سوال) مرزا صاحب کا طرز زندگی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل مخالف اور کوسوں دور ہے۔

(جواب) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب کی طرز زندگی بالکل ہی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھر مخالف نہیں۔ مخالف ہو کیونکر جب آپ بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مشابہ اصل سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ اصل اور عکس پر غور کریں شیشہ میں اصل کا ہی عکس ہوتا ہے۔ کوسوں دور جانے دیں سر مو فرق ظاہر دلائل سے کرکے سرفراز کریں۔

سوال۔ مرزا صاحب شب و روز عیش و عشرت میں غرق رہتے اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنا اور لوگوں کی حلال کمائی کا کھانا ثواب سمجھتے ہیں۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خادم اس مہینہ کی ۳ تاریخ کو قادیان سے جہلم پہنچا۔ مرزا صاحب شب و روز اشتغال دعوت اسلام مخالفین اسلام کے لئے۔ روانہ کرنا کئی ہزار اشتہارات تبلیغ اسلام کا ممالک دور دراز میں۔ تمام صدہا مالی و جانی برائے اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ وغیرہ وغیرہ جسکا عصائے موسیٰ کے مصنف جیسے مخالف کو بھی اقرار ہے۔ دیکھیں فصل اول باب اول عصائے موسیٰ۔ میں نے عصائے موسیٰ کا اسواسطے حوالہ دیا ہے۔ کہ جناب بہت عرصہ لاہور ہی میں رہے ہیں۔ شکر الحمد للہ اتنا تو قبول کیا۔ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت حلال کماتی ہے۔ باقی اعتراض کا جواب پیچھے مفصل چندہ کے اعتراض میں گذرا۔ وہاں ملاحظہ فرما چکے ہو۔ نیز آپ خداوند کریم سے ڈر کر جواب دیں۔ کہ قادیان میں جا کر یہ حالت دیکھی ہے۔ یا صرف شنی سنائی باتوں پر یہ سیاہ جھوٹ تحریر کر دیا ہے۔ افسوس کہ حضور کو تو کثرت کار کی وجہ سے دینی امور کے جواب دینے کی فرصت نہیں۔ اور جو لوگ ہمہ وقت دعوت اسلام میں مشغول ہیں۔ اُن کو دُنیادار نفس پرست لکھا ہے۔ یہ مصرعہ آپ کے اوپر صادق آتا ہے۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ جب سے کتب سماوی کا نزول شروع ہوا۔ مامورین اللہ پر منکروں نے ایسے ہی لغو اور بیہودہ دلائل سے خالی اعتراض کئے ہیں۔ اور یہ لاتبدیل قانون ربی ہے۔ جیسا کہ شروع خط میں ثبوت از آیت قرآنی دیا گیا۔

سوال ۶۔ مرزا کی کوئی بات سچی نہ نکلی۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا آتھم کی پیشینگوئی معہ اپنے دونو پہلوؤں کے پوری نہیں ہوئی۔ کیا پنڈت دیانند سرستی کی موت کی خبر جو تین سال پہلے دی گئی تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵ اور کیا پنڈت لیکھرام کی ہیبت ناک پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کرامت گرچہ بے نام و نشان است۔ بیا بنگر ز غلمان محمد۔ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی تصدیق میں ہزاروں ان لوگوں کی دستخطی تحریریں ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ میں داخل نہیں۔ اور اول دستخط ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کے خاص قلم کے موجود ہیں۔ اور کیا وہ پیشگوئی جو حسین کامی سفیر رومی سلطنت کے لئے کی گئی تھی جو اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء اور نمبر ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں مشتہر کی گئی ہے۔ پوری نہیں ہوئی؟ اور کیا وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جو ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں سر سید احمد خان صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کی موت کی نسبت کی گئی تھی؟ جو ہزاروں انسانوں کو معلوم ہو چکی ہے۔ نیز چراغ دین جمونی۔ سعد اللہ لدھیانوی کا حال معلوم نہیں۔ اگر آپ حق کے طالب ہیں۔ اور صرف اعتراضوں کے شایق نہیں۔ تو تریاق القلوب۔ حقیقۃ الوحی۔ نزول المسیح کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ بغیر تحقیقات اعتراض کرنے یہود و نصاریٰ کا رویہ تھا۔ اور ہے۔ آپ کیوں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ جب ہندو مذہب کو ترک کرکے اسلام کا دعوے کرتے ہو تو اسلام کے قدم بقدم چلو۔

سوال ۷۔ علم غیب وغیرہ وغیرہ ضرورت رسالت کے واسطے آپ تک ختم ہو گئی۔

جواب۔ نام کے شیخ۔ دین سے لاپرواہ اور دنیا میں غرق شدہ معترض۔ کس طرح لکھتے ہو۔ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کو سچا نہ ماننے دیا۔ کہاں کلام الٰہی و احادیث صحیحہ نبویہ سے غیر تشریعی نبوت ختم ثابت ہوتی ہے۔ ثبوت دو۔ اگر ثبوت نہ دے سکو۔ اور ہرگز نہ دے سکو گے تو غیر تشریعی نبوت بہر صورت ثابت ہے۔ جیسے پیچھے بحوالہ سورہ نور و احادیث صدی کے سر پر مجدد والی میں سلسلہ استخلاف ثابت کر چکا ہوں۔ ثابت رہے۔ تو آپ کے خود اعتقاد کے بموجب علم غیب کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ نیز ہم تو صرف خداوند کریم کو عالم الغیب مانتے ہیں۔ قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ خداوند کریم کے بغیر رسول کچھ اطلاع نہیں پا سکتے۔ کس جگہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے فرمایا ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ رسول عالم الغیب ہوتا ہے۔ آپ ان آیات کا مطلب تحریر کریں۔ (۱) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ (۳) صراط الذین انعمت علیھم میں کون سی نعمت مراد ہے۔ اگر وہ نہیں ملتی۔ تو طلب کرنے سے کیا فایدہ کیا زر و مال دنیوی مراد ہے جو نصاریٰ کو حاصل ہے۔ یا کچھ اور (۴) انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا سے کون سی نصرت مراد ہے

اور وہ مسیح محمدی کو حاصل ہے یا نہ ۔ (۵) فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول ۔۲۵

اے لہو لگا کر شہیدوں میں شامل شدہ شیخ ۔ مہربانی کرکے جواب دینا کہ یہ کلام الٰہی میں عالم الغیب نے مابین صادق و کاذب کوئی معیار قائم فرمایا ہے ۔ یا نہیں ۔ اگر بیان فرمایا ہے ۔ تو میں آپ کا از حد ممنون ہونگا کہ اس معیار پر جو کلام الٰہی میں ہے ۔ مرزا کو نعوذ باللہ کاذب ثابت کردیں ۔ اور اگر نہ کرسکیں ۔ اور ہرگز ہرگز ثابت نہ کرسکینگے ۔ تو آئندہ کے واسطے ایسے اعتراضوں سے مُنہ بند کریں ۔ اور منصف ہوکر سلسلہ عالیہ کی کتب کو جو مامور من اللہ نے تصنیف کی ہیں ۔ ملاحظہ فرما کر صراط مستقیم پر آجاویں ۔ ورنہ آبائی مذہب کو ترک کرکے رسمی اسلام میں داخل ہونا جو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام کے بالکل مخالف ہے آپ کے واسطے سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ فائدہ مند نہیں ۔

سوال ۶ ۔ گذشتہ طریقہ کاہنان وغیب گویان بامداد جنات اور شیطان مرزا نے اختیار کیا ہے ۔

جواب ۔ کس جگہ کلام الٰہی نے شیطان اور جن کو عالم الغیب مانا ہے کلام الٰہی سے تو یہی ثابت ہوتا ہے ۔ کہ خدا جسکو چاہتا ہے ۔ علم غیب سے اس کو اطلاع دیتا ہے ۔ کما قال اللہ تعالیٰ ۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول ۲۹ ۔ اسکے متضاد کہاں اور کس جگہ شیطان اور جن کو عالم الغیب فرمایا ہے ۔ ثبوت دو ۔ ثبوت کیا دینا ہے ۔ خدا سے ڈر کر اسلام میں داخل ہو ۔ یہ مشرکیہ خیالات اب تک تمہارے وہی آبائی ہیں ۔ ان کو کیوں ترک نہیں کرتے ۔ کلام الٰہی میں آیا ہے ۔ کہ کاہن و ساحر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے ۔

خیر جو کچھ ہے ۔ آپ اپنے اس دعوے کو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام سے جسپر آپ کو ناز ہے ۔ اور جو انکار مسیح موعود و مہدی مسعود پر دعوے کیا ہے ۔ ثابت کریں ۔ اور اگر آپ نہ کرسکیں اور ہرگز نہ کرسکینگے ۔ تو خداوند کریم سے ڈریں ۔ آپ نے اخیر میں مجھ کو نصیحت کی ہے ۔ کہ بہت **غور اور انصاف اور عقل سلیم** سے کام لو ۔ دیکھیں آپ کہاں تک اسپر عمل کرتے ہیں ۔ یا دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت کا مصداق ٹھیرتے ہو یاد کرو قول خداوندی ۔

قال اللہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون صرف کہ دینے سے غرض ہے ۔ یا اسپر عمل بھی کرتے ہو ۔ باقی صرف یہ عرض ہے کہ میری اُن دلایل کو غور سے ملاحظہ فرماویں ۔ اور جواب کلام الٰہی و احادیث صحیحہ نبویہ سے دیں ۔

والسلام علی من اتبع الھدٰے ۔ (راقم) احمدی غلام حسین لیس نائک بلٹن ۲۲ کمپنی مٹ چھاونی جہلم

تربیت اولاد کا ایک نمونہ

سکولوں میں جس قدر لڑکے تعلیم پاتے ہیں اگر ان میں سے مڈل کلاس تک کے لڑکوں سے بلکہ انٹرنس ۔ ایف اے میں پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ آپ کیوں پڑھتے ہیں تو وہ اس کا کوئی عمدہ جواب نہ دے سکینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل ہندی طالب علم اپنے پڑھنے کا کوئی مقصد نہیں ٹھیراتا اور غالبًا اسی لئے ناکام رہتا ہے ہاں ان میں سے بعض ایسے ہونگے جو کہدینگے ملازمت حاصل کرنے کے لئے لیکن یہ جواب ایسا جواب ہے کہ بہتر تھا یہ جواب نہ ہی دیا جاتا کیونکہ علم کے حصول کا مقصد ملازمت ٹھیرانا ایک نہایت ہی ادنےٰ خیال ہے :۔

اس قدر تمہید کے بعد میں عزیز عبدالحی" حکیم الامۃ کے ہفت سالہ صاحبزادہ کی نسبت کچھ لکھنے کے قابل ہوگیا ۔ یہ عزیز مصداق ع بالائے سرش ز ہوشمندی ۔ مے تافت ستارۂ بلندی ۔ اتفاقًا میرے کمرہ میں چلا آیا ۔

میں نے پوچھا ۔ آپ کیا کام کرتے ہیں ۔

عبدالحی ۔ میں پڑھتا ہوں ۔

میں ۔ آپ کیوں پڑھتے ہیں ۔

عبدالحی ۔ علم حاصل کرنے کے لئے ۔

میں ۔ علم کیوں حاصل کرتے ہو ۔

عبدالحی ۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ۔

میں ۔ فائدہ پہنچانے کی آپ کو کیا ضرورت ہے ۔

عبدالحی ۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا حکم دیا ہے ۔

میں ۔ کہاں ۔

عبدالحی ۔ اپنے کلام قرآن مجید میں اور حدیث میں ۔

صاحبان ۔ میں یہ جواب بلا تامل و بلا تکلف سُنکر حیران رہ گیا ۔ یہ ہے قادیان کی تربیت و تعلیم کا اثر اور یہ حیرت اور بھی بڑھ جائے جب آپ کو معلوم ہو کہ عبدالحی کی تعلیم اکرموا اولادکم کی ماتحت ہوئی ہے جسے غلطی سے بعض لوگ لاڈ سمجھتے ہیں مبارک وہ جو اپنے بچوں کو قادیان تعلیم کے لئے بھیجیں ۔ (المرسل آف گوٹلیکے ضلع گجرات)

ڈائری

۲۱ ۔ فروری

نماز ظہر ۔ ذکر ہوا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون روز بروز ترقی پکڑتی جاتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا شاید وہ جو ہمارا الہام ہے ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہیگا یہ خاص اشخاص کے متعلق ہو اور اس کا ظہور اس شکل میں ہو ۔

کل دہلی سے خط آیا کہ مولوی عبد المجید دہلوی جو ہمارا سخت معاند تھا یکایک مر گیا ایسا ہی ایک اور بڑے معاند کی مرگ مفاجات کا ذکر تھا ۔

نواب بہاولپوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس کا خاتمہ اچھا ہوا اس خاندان کا پیر (غلام فرید صاحب مرحوم ساکن چاچڑاں) ہمارا معتقد تھا نواب بہاولپور شاید اس نوجوانی کی عمر میں واپس آتا تو غلطیوں میں مرتکب ہوجاتا ۔ اس کا حسن خاتمہ بطور یادگار رہیگا ۔

نماز عصر ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جاوے ۔ حضرت اقدس نے فرمایا قرآن شریف تدبر و تفکر اور غور سے پڑھنا چاہیئے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے رب قاری یلعنہ القرآن یعنے بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے جو شخص قرآن پڑھتا اور اسپر عمل نہیں کرتا اُسپر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے ۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہیئے اور اس پر عمل کیا جاوے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ نظم

یہی تو ہے

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو! دل کا دیا یہی ہے

دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف ہم نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن۔ بلا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہما یہی ہے

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا ہے جو یگانہ۔ چہرہ نما یہی ہے

سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
دیں کی میرے پیارو زریں قبا یہی ہے

افسوس آریوں پر جو ہو گئے ہیں شپر
وہ دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے

معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں
کیا ان نیوگیوں کا ذہنِ رسا یہی ہے

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں وہ گندے
جتلنگے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی *
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

افسوس سب و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ ان میں ہرزہ درا یہی ہے

آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
کیا جون ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے

لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخمِ فنا یہی ہے

میٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے
ان تیرہ باطنوں کو دلیں وفا یہی ہے

جاں بھی اگرچہ دیویں انکو بطور احساں
عادت ہے انکی کفراں رنج و عنا یہی ہے

ہندو کچھ ایسے بگڑے دل پر ہیں بغض و کیں سے
ہر بات میں ہے توہیں طرزِ ادا یہی ہے

جاں بھی ہے ان پہ قرباں گر دل سے ہوویں صافی
پس ایسے بدگنوں کا مجھ کو گلا یہی ہے

احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
گویا ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے

لیتے ہی جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے

دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے

دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے

غفلت پہ غافلوں کے روتے رہے ہیں مرسل
پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو
تعلیم میں ہمارے حکمِ خدا یہی ہے

ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی
تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت
کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے

جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ
مکار ہیں وہ سارے ان کی ندا یہی ہے

اک وید ہے جو سچا باقی کتابیں ساری
جھوٹی ہیں اور جعلی اک رہنما یہی ہے

یہ ہے خیال ان کا پربت بنایا تنکا
پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اس کے گماں میں اس کا ارض و سما یہی ہے

ویدوں کا سب خلاصہ ہم نے نیوگ پایا
ان پستکوں کے رو سے کارج بھلا یہی ہے

جس استری کو (عورت) لڑکا پیدا نہ ہو پتی (خاوند) سے
ویدوں کے رو سے اس پر واجب ہوا یہی ہے †

جب ہے یہی اشارہ پھر اس سے کیا ہے چارہ
جب تک نہ ہوویں گیارہ لڑکے روا یہی ہے

ایشر کے گن عجب ہیں ویدوں میں اے عزیزو!
اس میں نہیں مروت ہم نے سنا یہی ہے

دے کر نجات و مکتی پھر چھینتا ہے سب سے
کینہ ہے وہ دیالو جس کی عطا یہی ہے

ایشر بنا ہے منہ سے خالق نہیں کسی کا
روحیں ہیں سب انادی پھر کیوں خدا یہی ہے

روحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا
اس کی حکومتوں کی ساری بنا یہی ہے

ان کا ہی منہ ہے تکتا ہر کام میں جو چاہے
گویا وہ بادشہ ہیں ان کا گدا یہی ہے

القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے
ان کا ہے جس پہ تکیہ وہ بے نوا یہی ہے

اے آریو کہو اب ایشر کے ہیں یہی گن
جس پر ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے

ویدوں کو شرم کر کے تم نے بہت چھپایا
آخر کو راز بستہ اس کا کھلا یہی ہے

قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر
کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے

کچھ کم نہیں بتوں سے یہ ہندوؤں کا ایشر
سچ پوچھیے تو واللہ بت دوسرا یہی ہے

ہم نے نہیں بنایا یہ اپنے دل سے باتیں
ویدوں سے اے عزیزو ہم کو ملا یہی ہے

فطرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت
پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے

یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ
ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے †

خوش خوش عمل ہیں کرتے اوباش سارے اس پر
سارے نیوگیوں کا اک آسرا یہی ہے

پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم پاک فرقاں
ان کے تو دل کا رہبر اور مقتدا یہی ہے

جب ہو گئے ہیں ملزم اترے ہیں گالیوں پر
ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے

رکتی نہیں ہے ظالم گالی سے ایک دم بھی
ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے

گندے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے
پردہ اٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے †

† اس جگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والوں نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے شائع کی ہے ورنہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم وید کی اصل حقیقت کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اس میں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا جبکہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پیروی کا دعوےٰ کرنے والے صد ہا مذہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وید بھی محرف ہو چکا ہے پس بوجہ تحریف اس سے کسی بہتری کی امید بھی لا حاصل ہے ۔ منہ

† حاشیہ ۔ یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اس جگہ وہ تعلیمیں اور وہ عمل ہیں جن کو آریہ لوگ اس جگہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم میں وید موجود ہے اور بقول ان کے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اس کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہم بستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کے لئے

....

اولاد حاصل کرے اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے اور اگر اس کا خاوند کہیں سفر میں گیا ہو تو خود اس کی بیوی نیوگ کی نیت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنائی کا تعلق پیدا کر سکتی ہے تا اس طریق سے اولاد حاصل کر لے اور پھر خاوند کے سفر سے واپس آنے پر یہ تحفہ اس کے آگے پیش کرے اور اس کو دکھاوے کہ تو مال حاصل کرنے گیا تھا مگر میں نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے ۔ پس عقل اور انسانی غیرت تجویز نہیں کر سکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جائز ہو سکے اور کیونکر جائز ہو اور کیونکر جائز سمجھا جاوے حالانکہ اس بیوی

* اگر ایسے لوگ بھی آریہ ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں

فطرت کے ہیں درندے سردار ہیں شرندے
دین خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
ان سے دو چار ہونا عزت ہے اپنی کھونا
پس اے مرے پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
ہیں ہو چکے ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رسیدہ
میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں
اِن کے غموں سے یارا اب دل ہے پارہ پارہ
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہمت
برباد جائیں گے ہم گر وہ نہ باز آئیں گے ہم
وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کر کے باتیں
جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
کیا وصف اُسکے کہنا ہر حرف اُسکا گہنا

ہر دم زباں کے گندے قہر خدا ہی ہے
سب گالیوں اُنہی و لیں اُٹھا ہی ہے
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا ہی ہے
اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس کی رجا ہی ہے
اِن سے ملاپ کرنا راہِ ریا ہی ہے
اس دین کو پائیدار و بدر الدجیٰ ہی ہے
شاہد ہے آب دیدہ واقف بڑا ہی ہے
دکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا ہی ہے
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا ہی ہے
اُس یار کی نظر میں شرطِ وفا ہی ہے
رونے سے لا ابنگے ہم دل میں رجا ہی ہے
اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا ہی ہے
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا ہی ہے
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا ہی ہے
دلبر بہت ہیں دیکھو دل لے گیا ہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
اُس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
اُس نے نشان دکھائے طالب سبھی بلائے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
کہتے ہیں حسن یوسف دلکش بہت تھا لیکن
یوسف تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں
ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن
تھم جاتے ہیں کچھ آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سو
سب مشرکوں کے سر پر یہ دین ہے ایک خنجر
کیوں ہو گئے ہیں اسکے دشمن یہ سارے گمرہ
دیں غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
وہ یارِ لامکانی - وہ دلبرِ نہانی
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
آنکھ اُس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
اُس نور پر فدا ہوں اُسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ

خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
دُنیا سے وہ سدھارے گوشہ نما یہی ہے
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
سب خشک باغ دیکھو پھولا پھلا یہی ہے
اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
اس غم سے صاف قوت کا آہ و بکا یہی ہے
یہ شرک سے چھڑاوے اُنکو اذیٰ یہی ہے
وہ رہنما ہے راز چون و چرا یہی ہے
اب تم دعائیں کر لو غارِ حرا یہی ہے
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
میں جاؤں اُسکے وارے بس ناخدا یہی ہے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ طیب و امیں ہے اُسکی ثنا یہی ہے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھیں ہیں شمعِ دیں کی عین الضیا یہی ہے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
باقی ہیں سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

بقیہ حاشیہ - اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی - اور اُس کی قید نکاح سے اسکو آزادی حاصل نہیں ہوئی - افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ وہ باتیں ہیں جو آریہ لوگ وید کی طرف منسوب کرتے ہیں - مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ درحقیقت یہی تعلیم وید کی ہے ممکن ہے کہ ہندوؤں کے بعض جوگی جو مجرد رہتے ہیں اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات اُن کو مغلوب کر لیتے ہیں اُنھوں نے یہ باتیں خود بنا کر وید کی طرف منسوب کر دی ہوں یا تحریف کے طور پر وید میں شامل کر دی ہوں کیونکہ محقق پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ بھی آیا ہے کہ اِن میں بڑی تحریف کی گئی ہے اور اُسکے بہت سے پاک مسائل بدلا دیئے گئے ہیں - ورنہ عقل قبول نہیں کرتی کہ وید نے ایسی تعلیم دی ہو اور نہ کوئی فطرت صحیحہ قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو بغیر اسکے کہ اس کو طلاق دیکر شرعی طور پر اس سے قطع تعلق کرے یوں ہی اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے اُس کو دوسرے سے ہمبستر کراوے کیونکہ یہ تو دیوثوں کا کام ہے - ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کر لی ہو اور خاوند سے کوئی اُس کا تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کو جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ اس کی پاکدامنی پر کوئی حرف - ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہیں ہے جس صورت میں آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورتوں کے پردہ کے مخالف ہیں کہ یہ مسلمانوں کی رسم ہے پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا پاک مسئلہ ان عورتوں کے کانوں تک پہنچتا رہتا ہے اور اِن عورتوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ ہم دوسرے مردوں سے بھی ہمبستر ہو سکتی ہیں تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتوں کے سننے سے خاصکر جبکہ ویدوں کے حوالہ سے بیان کی جاتی ہیں کس قدر ناپاک شہوات اور عورتوں کی جوش ماریں گی بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھینگی اور جبکہ پردہ کا پُل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہوتوں کا سیلاب کہاں تک خانہ خرابی کریگا چنانچہ جگن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ میں اسکے نمونے بھی موجود ہیں - کاش اس قوم میں کوئی سمجھ دار پیدا ہو -

اور ہمیں یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ مکتی حاصل کرنے کے لئے اولاد کی ضرورت کیوں ہے - یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنھوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندہ طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزارہا گالیاں خدا کے پاک نبیوں کو دی ہیں جن کی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ اس جگہ ہماری مراد نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں - منہ

کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانند تھا جس نے شادی نہیں کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہیں اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجنا چاہئے کہ اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اور اب فعل اُس سے کرا کر جو عام دُنیا کی نظر میں زنا کی صورت میں ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بجز اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اس کی مکتی کا نہیں - اور یہ بھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ جو ہزار ہا طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں روحوں اور ذرات اجسام میں ہیں وہ سب قدیم سے خود بخود ہیں پرمیشر سے وہ حاصل نہیں ہوئیں پھر ایسا پرمیشر کس کام کا ہے اور اُس کے وجود کا ثبوت کیا ہے اور کیا وجہ کہ اس کو پرمیشر کہا جائے اور قابل اطاعت نادہ کیونکر مستحق ہے جبکہ اس کی پرورش کامل نہیں اور جن طاقتوں کو اس نے آپ نہیں بنایا اُن کا علم اس کو کیونکر ہے اور جبکہ وہ ایک روح کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو کن معنوں سے اس کو سرب شکتیمان کہا جاتا ہے جبکہ اسکی شکتی صرف جوڑنے تک ہی محدود ہے میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناپاک تعلیمیں وید میں ہرگز نہیں ہیں پرمیشر تو تبھی پرمیشر رہ سکتا ہے جبکہ ہر ایک فیض کا وہی مبدء ہو - بیانت والوں نے بھی اگرچہ غلطیاں کیں مگر تھوڑی سی اصلاح سے اُن کا مذہب قابل اعتراض نہیں رہتا مگر دیانند کا مذہب تو سراسر گندہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند نے اُن جھوٹے فلسفیوں اور منطقیوں کی پیروی کی ہے جن کو وید سے کچھ بھی تعلق نہ تھا بلکہ وید کے درپردہ پکے دشمن تھے اسی وجہ سے اسکے مذہب میں پرمیشر کی وہ تعظیم نہیں جو ہونی چاہیے اور نہ پاک دل جوگیوں کی طرح پرمیشر سے ملنے کے لئے مجاہدات کی تعلیم ہے صرف تعصب اور مقدس پاک نبیوں کو کینہ اور گالیاں دینا ہی یہ شخص بدنصیب اپنی چیلوں کو سکھا گیا ہے ہاں گویا کہ ایک زہر کا پیالہ پلا گیا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارا سب اعتراض دیانند کے ذہنی ویدوں پر ہے نہ خدا کی کسی کتاب پر - واللہ اعلم - منہ

سب کچھ تجھی سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جھنڈے وہ مجتبیٰ یہی ہے

اے میرے ربِ رحمٰں تیری ہی ہیں یہ انکھیاں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ میرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کہتے ہیں جوشِ اُلفت یکساں نہیں ہے رہتا
دل پر میرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دُنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے

مُنت غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا
جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اُس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اُس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
ٹل ہو گئی ہیں بہتر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آ کے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہُشیار ساری دُنیا اک باؤلا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دُکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کرکے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کی درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جکو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دین کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شوخی و طاعنت اس دین کی کہوں میں
سب خشک ہو گئی ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دین کی بے نور ہم نے پائیں
سرسبز معرفت سے اک سر بسا یہی ہے

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا لیکن جلا یہی ہے

انکار کرکے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اُترے دلیں بُرا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

کس دین پہ ناز انکو جو وید کے ہیں حامی
مذہب جو چھپل ہے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دُور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اس دین کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دین مٹا دے میری دعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

مسیح موعود

یہی ہے

[یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی اور آپ نے بہت پسند فرمائی]

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے

اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا
نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے

تیغِ دعا کا جس کی لیکھو ہوا تھا کشتہ
وہ فتحیاب مردِ جنگ آزما یہی ہے

کردی ہے جس نے قائم کُل مذہبوں پہ حجت
وہ غالبِ زمانہ شیرِ خدا یہی ہے

آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا
وہ بابِ لُد کا فاتح کشور کشا یہی ہے

پیہم نشان دکھلا کر جھٹلایا عبد حق نے
ڈرتے ہیں دل میں جس سے کل آریا یہی ہے

عیسیٰ کی موت ثابت ساری ہی جس نے کر دی
جو مر گیا وہ لونے جھوٹی رجا یہی ہے

ہوں سیدھے بال جس کے اور رنگ گندمی ہو
وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے

طاعون اور زلزلہ کی پہلے خبر سنائی
ان پیشگوئیوں نے ثابت کیا یہی ہے

پھر صدق پر ہے شاہد وہ آیتِ تقول
جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے

بخشی ہے جسے خدا نے اعدا پہ کامیابی
جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے

گم گردگانِ منزل آؤ تمہیں بتاؤں
وہ مرشدِ خلائق وہ رہنما یہی ہے

اس آئینہ میں دیکھو وہ جسنے دیکھنا ہو
محبوبِ لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے

میرا ولی عقیدہ گر مجھ سے پوچھتے ہو
تو صاف یوں کہونگا وہ مصطفیٰ یہی ہے

ڈنکے کی چوٹ سچ ہیں یہ سنا رہا ہوں
وہ مرسلِ الٰہی ۔ ہادی مرا یہی ہے

جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے

محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت
کمزوریوں کا پتلا خادم تیرا یہی ہے

لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ
اس کاسہ میں بھی ڈالو میری صدا یہی ہے

بیٹھا ہے تیرے در پر دھونی رما کے اکمل
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لایعنی اور بے فایدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدایش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا بدی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کرکے اُس کی خلاف ورزی کرتا ہے اُس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

* جھنڈے سے مراد اس جگہ نقل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کے دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منہ

* یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ ورت کے صد ہا مذہب اپنے عقاید کا ویدوں پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایکدوسرے کے دشمن ہیں اور باہم اُن کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شایع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

مرحوم نواب بہاول پور

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

موت انسان کے لئے بہترین واعظ ہے مگر ہم ہیں کہ موت کی گرم بازاری دیکھکر بھی اپنے خیالات میں مست اور دُنیا کی دلبستگیوں میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اور کرم ہو تو حیوٰۃ الدنیا کو اپنے لئے مفید اور مبارک بنا سکتے ہیں۔

ہز ہائینیس نواب بہاولپور کی جوانا مرگی سخت سے سخت دلوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی اور مَیں نواب صاحب کی وفات کو اس لحاظ سے کہ وہ پنجاب کی ایک ممتاز اسلامی ریاست کے مالک اور عباسی خاندان کی یادگار تھے مسلمانوں کے لئے نہایت صدمہ رساں یقین کرتا ہوں۔ لیکن نواب صاحب نے جس راہ میں داعی اجل کو لبیک کہا وہ اُن کی سعادت اور نیکی اور خاتمہ بالخیر کی دلیل ہے۔ اس جوانی کے عالم میں حج بیت اللہ کے لئے نکلنا ایک والی ریاست کے لئے خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب مرحوم اپنی بعض کمزوریوں کے لئے بیت اللہ میں جاکر دعا مانگنے کا عزم کرچکے تھے۔ اور انھوں نے وہاں اور مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت اخلاص سے دعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کو ایسا شرف قبولیت بخشا کہ ہمیشہ کے لئے اُنھیں نجات دیدی۔ نواب صاحب کا یہ حسن خاتمہ والیان ریاست اور نوجوانوں کے لئے قابل غور ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آپ کی وفات کا ذکر ہوا تو حضور نے مرحوم نوجوان نواب خلد آشیان کے متعلق بہت ہی اعلیٰ درجہ کی رائے ظاہر فرمائی اور ان کے اس حسن خاتمہ اور اس عزم بیت اللہ پر اظہار مسرت فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے پیر جناب خواجہ غلام فرید صاحب قدس اللہ سرہ ہمارے مصدق تھے اور بہت ہی نیک بزرگ تھے۔ بہرحال وہ حصہ ڈائری کے سلسلہ میں درج ہوگا۔ نواب صاحب مرحوم کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنی رضا کے مقام پر اُٹھائے اور انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے معصوم نونہال کی سعادت اور نیکی میں عمر دراز کرے اور اس کو تقویٰ کے ان مقامات اور سراہت کی توفیق دے جن کو اس کا مرحوم باپ نہیں پاسکا۔ ایسا ہی نواب صاحب کے پس ماندگان کو اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین!

علی گڈھ کالج میں سٹرائک

سٹرائک کے جراثیم علی گڈھ کالج میں بھی پہنچ گئے اور وہاں بھی یہ وبا پھوٹ نکلی۔ مَیں نے اس خبر کو نہایت افسوس سے پڑھا ہے اور علی گڈھ کالج کے نوجوانوں پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا وہ نوجوان جنھوں نے علی گڈھ کالج کے آغوش میں تربیت پائی ہے اس احسان کا بدلہ یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کالج کو بدنام کریں۔ یہ اخلاقی جرات نہیں اور یہ سیلف رسپیکٹ نہیں کہ اپنے افسروں کے خلاف جنگ (خواہ وہ قلمی یا لسانی ہی ہو) کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔

کالج کے طالب علموں میں انقیاد اور اطاعت کا مادہ ترقی کرنا چاہئیے۔ نہ خودپسندی اور زودرنجی کا۔ اس سے غداری اور نافرمانی پیدا ہوتی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ہی کی بدولت انکے کالج کی عزت اور وقعت ہے۔ انھوں نے خود کالج کو اس رتبہ تک نہیں پہنچایا۔ سٹرائک کرنے والے نوجوانوں نے اپنے کالج اور کالج کے سرپرستوں کو بہت بڑا اخلاقی صدمہ پہنچایا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ امیر کابل نے ابھی ابھی اُن کے کالج کو دیکھا ہے۔ انگریز پروفیسر کے خلاف اس قسم کی حماقت مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق اور کالج کی وقعت کو سخت صدمہ پہنچانے والی ہے۔ روشن خیال مسلمانوں کو ایسے شوریدہ سر نوجوانوں کو اُن کے نفع ونقصان سے آگاہ کرنا چاہئیے۔ میری رائے میں یہ سارا نقص مذہبی تعلیم کی کمی اور عملی کمزوریوں کا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہاں مذہبی تعلیم کی پابندی کی جاتی ہے وہ اس سٹرائک کے بعد شرمندہ ہونگے کیا اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔

اگر علی گڈھ کالج ایسے طالب علم طیار کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہئیے کہ فوراً ایسے کالج کو بند کردے جو ملک اور قوم کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہوگا۔ یہ نظیر علی گڈھ کالج میں بہت ہی بُری نظیر ہے۔ مَیں احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ جس اسلوب پر اپنے نوجوان طیار کر رہی ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے انشاءاللہ مفید اور بابرکت ہونگے اور گورنمنٹ کے لئے بھی ایک سودمند اور معتمد علیہ وجود ثابت ہونگے۔ لاہور کے میڈیکل کالج کے طلباء کی سٹرائک کی نظیر موجود ہے جونہی اس ہڑتال کی خبر یہاں پہنچی۔ اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خدام طالب علموں کو حکم دیا کہ تم کالج میں داخل ہو جاؤ۔ سب سے پہلے انھوں نے کالج میں داخل ہونا اپنا فرض سمجھا اسکے بعد دوسرے طالب علم بھی داخل ہوگئے۔

اس وقت بھی علی گڈھ کالج کے احمدی نوجوانوں سے یہی امید کرتا ہوں کہ وہ اس سٹرائک میں شریک نہ ہونگے۔ بلکہ مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ وہ شریک نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہی مذہبی اور عملی تربیت۔ اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کا امام اور پیشوا جس کے ہاتھ پر انھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اسی امر میں خوش ہے کہ ایسی فتنہ پردازی کی راہوں سے اجتناب کرتے رہیں کیونکہ یہ لُغو کا طریق ہے جو خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز پسند نہیں۔ انگریزی قوم کے احسان کو ہم احمدی فراموش نہیں کرسکتے۔ اس لئے انکے خلاف کسی آواز میں ہماری شمولیت مذہبی طور پر ناجائز اور گناہ ہے۔ (یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان)

تانتیا بھیل قادیان میں
یا
چوری اور سینہ زوری

یکم مارچ کو روز روشن میں قادیان کے باہر راستہ ڈھاوہ پر چوری وسینہ زوری کی ایک ایسی واردات ہوئی ہے جس نے دیکھنے والوں کو ہی حیران نہیں کردیا بلکہ سُننے والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ اپنے جان ومال اور آبرو کو غیر محفوظ خیال کر رہے ہیں۔

اس واقعہ کے حالات کو معلوم کرکے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ قادیان میں یہ تانتیا بھیل کہاں سے آگئے؟ ملازمان ڈھاوہ کے

جھبور اور قادیان کے قصبہ ہیں جن کی شکایت سے پہلے بھی بعض واقعات اس قسم کے پیش آئے تھے۔ اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیکہ پر بھی جبکہ آپ ۱۹۰۴ء میں گورداسپور ایک مقدمہ میں جا رہے تھے حملہ ہونے لگا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر طرح محفوظ رکھا اور کافی جمعیت نے جو آپ کے ساتھ تھی اس بے باک گروہ کو ناکام رکھا۔ متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں ان لوگوں کی بدمعاشیوں اور مشکوک چال چلن کی ہمیشہ شکایات ہوتی رہی ہیں اور ذمہ وار پولیس آفیسرز ہمیشہ اس گروہ کی گرفتاری میں ساعی رہے۔ مگر اس گروہ نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر وسیع پیمانہ پر اپنے کام کو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کی نظیر یہ سرقہ بالجبر ہے جو بروز روشن میں کیا گیا۔ مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے مستعد شریف الطبع اور دیانت دار سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان صاحب کر رہے ہیں بعد میں بابو محمد اشرف خان صاحب انسپکٹر پولیس بھی آ کر شامل ہوئے ہیں بابو محمد اشرف خان صاحب کی قابلیت اور انسپکٹر آپ کے اخلاق اور شریفانہ برتاؤ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں ضلع گورداسپور کو ایسے پولیس آفیسرز کی موجودگی پر مبارکباد دوں۔ میں اس مقدمہ میں مستغیث کو خوش قسمت سمجھتا ہوں جسکے مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے گرامی قدر سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان کے سپرد ہوئی تھانہ بٹالہ ایسے ہمون کی دیانت داری اور راستبازی کے ساتھ مستعدی اور جفاکشی سے کام کرنے کے لئے آجکل ضرب المثل ہو رہا ہے۔ جہاں تکلف اور بناوٹ کو دخل نہیں جو پولیس کا معمولی کرتب ہے۔ بابو صاحب نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس رنگ پر تفتیش کا سلسلہ شروع ہے وہ اپنے نیک دل افسر اور محنتی ماتحت [illegible] کے ساتھ پورے کامیاب ہونگے۔ یہ کام عدالت مجوزہ کا ہے [illegible] جان و مال اور آبرو کے سنگین خطرہ کو محسوس کر [illegible] دنالہ وہ لوگو ںکے واسطے تا تبیا بھیل کے پرزوں کو عبرت بخش [illegible] ان سے پیدا ہونے [illegible] سزائیں دے۔ مستغیث نے مال مسروقہ پر ۵۰ فی صدی انعام کا [illegible] اعلان کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ تجویز بڑی سرعت سے مفید [illegible] ثابت ہوگی۔ — ایڈیٹر ۴ مارچ ۱۹۰۷ء

ضلع گورداسپور کا ایک ہندو عہدہ دار

میں فی نفسہ ہندو و مسلمانوں کے سوال کو غیر ضروری سوال سمجھتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ الحکم میں پارٹی فیلنگ کی بنا پر کبھی کوئی بحث جاری نہیں رکھی گئی۔ لیکن بدقسمتی سے ضلع گورداسپور کے ایک معزز اور ذمہ وار عہدہ دار کے بعض حالات مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ انھیں روشنی میں لایا جاوے اور دکھایا جاوے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو کسی حد تک اور کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اور غریب مسلمانوں پر ان کی کیا کیا مہربانیاں ہوتی ہیں جو حالات مجھے پہنچے ہیں وہ خطرناک ہیں۔ اور ان کے اظہار میں مزید خاموشی اختیار کرنا شاید نامناسب ہوگا لیکن اس سے پہلے کہ میں سلسلہ وار انھیں چھاپنا شروع کروں میں اپنی تحقیقات کو اسکے متعلق مکمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی لحاظ سے عہدہ دار مذکور کو اس انصاف کا واسطہ دیتا ہوں جسکے لئے وہ مامور ہیں کہ وہ اپنے معزز عہدہ کی ذمہ داریوں کو فراموش نہ کریں اور ان واقعات کو جو پنجاب میں اس سے پہلے پیش آ چکے ہیں نصب العین رکھیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ستم رسیدہ گروہ کی آہیں اور دردِ دل کوئی نیا شگوفہ کھلائے۔

درخواست دعاء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبا امتحان انٹرنس کے لئے چلے گئے ہیں۔ ناظرین اُن کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

جنازہ غائب منشی جان محمد کنسٹبل محرر تھانہ تلہ گنگ کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں۔ اِن کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

ریویو

امرت کی دہار ڈاکٹر ٹھاکر دت صاحب شرما لاہوری (جن کا اشتہار الحکم کے بہرہ اشتہارات میں چھپا کرتا ہے) نے امرت کی دہار کے نام سے ایک عجیب دوائی طیار کی ہے جو بیسیوں امراض کے لئے مفید بتائی جاتی ہے گویا [illegible] ہوری امراض کا فوری علاج ہے۔ میرے بچے کا ہاتھ جل گیا [illegible] اس کا تجربہ کیا از بس مفید پایا۔ میری رائے میں اس دوائی کی ایک [illegible] شیشی ضرور ہر ایک گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیے قیمت [illegible] فی شیشی۔

بال اُڑانے کا پوڈر ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ ایک عجیب سفوف ہے جس سے بلا تکلیف آسانی کے ساتھ بال صاف ہو جاتے ہیں میرے تجربہ میں عرصہ سے یہ پوڈر چلا آتا ہے اور میں نے اس کو مفید پایا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸/

برہان الصحیح لاہور کے مشہور پنجابی شاعر کے نام سے کون واقف نہیں ان کو پنجابی زبان میں شعر کہنے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے اور ان کے بیت پنجاب بھر میں شہرت یافتہ ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آخیر میں انھیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل فرمایا ہے اور انھوں نے اس پیرانہ سالی میں بھی ضروری سمجھا ہے کہ اس خداداد ملکہ سے خدمت دین کریں چنانچہ پہلے بھی انھوں نے بعض منظوم رسالے بتائید سلسلہ حقہ میں شائع کئے ہیں حال ہی میں برہان الصحیح نام ایک رسالہ شائع کیا ہے جس کی قیمت ۲/ ہے اس میں ان مسائل پر پنجابی نظم میں لطیف بحث کی ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم مسائل ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی مفید ہے۔ ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیے ملنے کا پتہ ماسٹر ولی اللہ کو چہ چابک سواراں لاہور یا دفتر بدر قادیان یا سید عبد الحی صاحب عرب سے مل سکے گی۔

ضرورت دعاء

(۱) منشی عبد العزیز صاحب احمدی ماسٹر ٹیلر متھرا سے لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا عطاء اللہ نام ۱۸ مارچ کو امتحان ایف اے کا دینے کے لئے جانے والا ہے۔ ناظرین الحکم اگر اس کے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے تو احسان ہوگا۔

(۲) محمد عثمان صاحب احمدی جے پور سے لکھتا ہے کہ میں امسال امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والا ہوں۔ ناظرین کامیابی امتحان کی دعا کریں۔

لاہور کی انجمن اسلامیہ کی شرمناک کرتوت

لاہور کی انجمن اسلامیہ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے تمام فرقوں کی وکیل سمجھتی ہے اس نے احمدیوں کے خلاف گمٹی والی مسجد کے متعلق مقدمہ بازی میں نمایاں حصہ لیا۔ حالانکہ یہ امر اس کے مقاصد کے خلاف تھا۔ بہر حال ایک طرف تو اسکے نزدیک **احمدیوں** کا ایک مسجد میں نماز پڑھنا **ناقابل عفو** گناہ تھا اور اگر وہ ان کو مسجد سے نکال نہ لیتی تو خدا جانے اسپر شرعی طور پر کیا کفارہ لازم آتا۔ کیونکہ اس سے بڑھکر اور کیا گناہ انجمن اسلامیہ کے ممبروں کے نزدیک ہو سکتا ہے کہ گمٹی والی مسجد میں کوئی احمدی نماز پڑھ لے۔ الحذر الحذر!! ایک وہ وقت تھا کہ نصاریٰ نجران مسجد نبوی میں اپنا گرجا کرلیں اور آپ پر اعتراض نہ ہو اور دوسری طرف حضرت رسالت پناہی علیہ التحیۃ والتسلیم کے نام بردار مسلمانوں کے قائمقام اور مسلمانوں کے اتحاد کے شیدائی وہ ایک قوم کو نماز سے روکنا اور مسجد سے نکالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں

ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

خیر مجھے اس کا بھی افسوس نہیں تھا اس لئے کہ اسی انجمن اسلامیہ میں غالباً وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے پچھلے سالوں میں اسلام کی ترمیم اور قرآن کریم کی ترمیم کے مشورے دئیے تھے۔ اور جو نمازوں کو عیسائیوں کے گرجا کے قالب میں ڈھالنا چاہتے تھے اور روزوں میں پھل وغیرہ کھا لینا ضروری سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی موجودگی میں احمدی فی الحقیقت اس قابل تھے کہ وہ گمٹی والی مسجد سے نکالے جاتے اس لئے کہ وہ معزز لوگوں کی تجاویز کی عملی مخالفت کرتے تھے۔ اب انجمن اسلامیہ نے جو ایک نیا شرعی کام اور خدمت اسلام کی ہے وہ اس قابل ہے کہ کل پنجاب کے مسلمان بلکہ اس کے لئے نفرت کا ووٹ پاس کریں۔ اس کی تصریح کے لئے میں روزانہ پیسہ اخبار کا ایک نوٹ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

گارڈن پارٹی میں شراب لازمی نہیں ✱ انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے آنریبل مسٹر گوکھلے کے آنر میں گذشتہ پیر کی شام کو پنجاب ایسوسی ایشن کلب میں ایک گارڈن پارٹی دی تھی۔ اور اس پارٹی کے لئے ریفرشمنٹ کا سامان بالکل ہندو رسم کے اصول پر کیا گیا تھا۔ یعنی ریفرشمنٹ کی میز پر بالکل شراب کا نام و نشان نہ تھا تعجب ہے کہ انڈین ایسوسی ایشن تو ایک ایسے عزیز مہمان کی آؤ بھگت کے موقع پر اس کی پارٹی کے ریفرشمنٹ کے سامان کو مسکرات سے محفوظ رکھنے کا قرار داد کر لے۔ اور اس کے یورپین مہمان ناخوش نہ ہوں۔ **مگر انجمن اسلامیہ لاہور نے جو گارڈن پارٹی مسٹر جسٹس شاہ دین صاحب کے آنر میں حال ہی میں دی تھی اسکے ریفرشمنٹ میں مہمانوں کو شراب بہم پہنچائی جائے۔ ایک اسلامی انجمن کے لئے یہ نہایت نازیبا بات ہے۔** اس لئے مناسب ہے کہ جس قدر رقم اس پارٹی کے اخراجات کی آپس کے چندہ سے ابھی تک ادا نہیں ہوئی وہ بھی بیرونی چندہ سے ہی ادا کیجائے اور انجمن کے فنڈ سے اس کام پر ایک پیسہ نہ خرچ کیا جائے۔ ورنہ پبلک کو انجمن اسلامیہ سے سخت شکایت ہوگی۔ خود ملک معظم ایڈورڈ ہفتم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ جام صحت پانی سے بھی تجویز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گارڈن پارٹی بھی شراب کے بغیر ہو سکتی ہے۔

اس نوٹ میں جن سطور کو جلی قلم سے لکھا گیا ہے وہ انجمن اسلامیہ لاہور کی اسلامی گستاخی اور قرآن کریم کی صریح مخالفت کو ظاہر کر رہی ہیں مسلمانوں کی قائمقام انجمن کہلا کر اس میں مہمانوں کے لئے شراب بہم پہنچایا اس سے بڑھکر اسلامی شعار کی **ہتک اور بے ادبی** کیا ہوگی؟ اور خدا تعالیٰ کے حرام کو حلال قرار دینے کی عملی نظیر کیا ہو سکے گی؟ جو لوگ پہلے ہی بیباک اور بہانہ ڈھونڈھتے ہیں ان کے لئے انجمن اسلامیہ کی یہ کارروائی سخت مضر اور مہلک ثابت ہونے والی ہے۔

میں **پیسہ اخبار** کی اس اخلاقی جرأت کا اس مقام پر اعتراف کرتا ہوں کہ اس نے انجمن اسلامیہ کی بیہودہ کارروائی پر نوٹس لیا۔ یہ سچ ہے کہ پیسہ اخبار ہمارے سلسلہ کا مخالف اخبار ہے اور وہ مخالفت کرتے ہوئے بہت بیجا اور خطرناک غلطیاں کرتا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جہاں وہ درست رائے کا اظہار کرے اس کی تائید نہ کی جاوے یہ تنگ خیالی اور بخل ہے اور میں خدا تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

بہر حال وہ علماء جو حیض اور رض کے جھگڑوں پر کفر کے فتوے دینے کو آمادہ ہوتے ہیں وہ **انجمن اسلامیہ لاہور** کی اس شرمناک کارروائی پر اپنی ناراضگی کا اظہار کریں اور تمام مسلمان اخبار نویس اسپر نوٹس لیں مگر میں کہہ دیتا ہوں کہ صرف اس خیال سے کہ انجمن میں فلاں وکیل ہے یا بیرسٹر ہے یا جج ہے نہ علماء صحیح رائے دینے کی ہمت کرینگے اور نہ مسلمان اخبار نویس۔ افسوس مسلمانوں کا روپیہ انجمن اس طرح پر شراب کے کنٹروں کی خرید میں تلف کرتی ہے۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب کے آنر میں کسی پارٹی کی حاجت نہ تھی اگر انجمن اسلامی شعار کی قدر کرتی۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب جج ہیں تو ہوں لیکن جو شخص مسلمان کہلا کر خدا کی مجید کتاب اور اسلام کے ارکان میں ترمیم کی صلاح دیتا ہے وہ مذہبی نظر سے اس قابل نہیں ہو سکتا کہ اس کی عزت کی جاوے۔ یہی وجوہ اور اسباب ہیں جن سے اسلام کا عملی پہلو کمزور ہوتا جاتا ہے۔ **انجمن اسلامیہ** کا یہ خیال بہت خطرناک اور مسلمانوں کو سخت روحانی صدمہ پہنچانے والا ہے۔ اور انجمن اسلامیہ اگر اسلام کی کچھ بھی وقعت اپنے دل میں رکھتی ہے اور اخلاقی جرأت سے اسے حصہ ملا ہے اور وہ نری دنیا داری کو ہی مد نظر نہیں رکھتی تو صاف طور پر اپنی اس غلطی کا اعتراف کر کے شائع کرے اور اس گناہ کا کفارہ دے۔ ورنہ مسلمانوں کو اسکے خلاف پروٹسٹ کرنا چاہئے۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

پیسہ اخبار بھی توجہ کرے

انجمن اسلامیہ کے متعلق مندرجہ بالا نوٹ لکھ چکنے کے بعد اسی تاریخ کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۸ کے آخری اشتہار پر میری نظر پڑی جو **شراب** کا اشتہار ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس نوٹ کے بعد پیسہ اخبار اس اشتہار کو کم از کم ضرور نکال دیگا جبکہ وہ انجمن اسلامیہ کے ایک فعل پر اظہار افسوس کرتا ہے۔

جنازہ غائب

مولوی علی محمد صاحب احمدی زیرہ ضلع فیروز پور وفات پاگئے ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم سید محبوب علی صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ پورب استہرا مونگیر
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط معہ دو اشتہاروں کے پہنچا مندرجہ
سے آگاہی حاصل ہوئی (۱) واضح ہو کہ ہم کو متعدد جگہ یہ تجربہ ہوا ہے کہ مخالفین
امن قائم رکھنے کے لئے سب طرح اقرار کر لیتے ہیں مگر بحکم کلام نبوۃ یعنے لتتبعن سنن
من کان قبلکم کے اُس عہد و پیمان کا نقض کر دیتے ہیں۔ اوکلما عٰھدوا عھداً
نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یؤمنون۔ اور ابھی تک چونکہ کثرت مخالفین
کی طرف ہے پولیس سے بھی واسطے قائم رکھنے امن کے کچھ انتظام نہیں ہو سکتا پس اندریں
صورت بحکم۔ من جرب المجرب فقد حلت بہ الندامۃ کے جماعت
احمدیہ سے بجز صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا آپ صاحبوں کو ابھی تجربہ نہیں ہوا
آپ غور فرماویں اُن کے اشتہار میں اول ہی سے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے ؎
زبان پر آئیگی جو دل میں ہوگی۔ اب آپ کیا نہیں جانتے کہ اُن کے دلوں میں کیا کیا غبار
بھرا ہوا ہے لہذا میرا قلب اِس وقت شہادت نہیں دیتا کہ وہاں پر حاضر ہو سکوں
ہاں مناظرہ تحریری ہو سکتا ہے تمام علمائے مخالفین بنگال کو اجازت ہے کہ اپنے
دعاوی کے دلائل کو محرر کر کر لکھ بھیجیں انشاء اللہ تعالیٰ جواب اُسکا روانہ کر
دیا جاویگا اور اگر وہ یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمارے کسی رسالہ کا جواب تحریر کریں۔
مثلاً ایک مختصر سا رسالہ ازالۃ الوسواس ہے اُس کا جواب لکھیں زیادہ ہوس ہو
شمس بازغہ کا جواب تحریر کریں (۲) ہماری طرف سے صدہا کتابیں اور ہزاروں
اشتہار تمام دُنیا میں شائع ہو چکے ہیں پھر کیا وجہ کہ نہ اُن کی تصدیق کی اور نہ
اُن کی تکذیب ابتک مع الدلائل کی ہے۔ ابتو ہمارے مسائل قد تبین الرشد
من الغی کے مصداق ہو گئے ہیں نصوص قرآنی اور احادیث صحیحہ پیش کیگئیں
دلائل عقلیہ مؤید دلائل نقلیہ بھی عرض کی گئیں مناظرات بھی واقع ہو چکے مباہلات
میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اہل انصاف کے نزدیک امر حق کالشمس
فی نصف النہار واضح ہو گیا نشان ہائے آسمانی بکثرت واقع ہو چکی مگر یہ کل
کے کل دائرہ تسلیم میں نہیں داخل ہوئے فصبر جمیل۔

مشتہرین کے مضمون اشتہار سے بحکم ولتعرفنھم فی لحن القول
کے کل حال معلوم ہو گیا ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ
باشد۔ مثلاً ہماری نسبت یہ افترا ہے کہ حضرت عیسٰی کو شعبدہ باز
کہتے ہیں بھلا جو مشتہر ہمپر یہ تہمت لگاتا ہے اُس سے کیا امید انصاف کی ہو سکتی
ہے۔ ازالہ میں جو اس مسئلہ کی تحقیق لکھی ہے اُس کو مطالعہ کر کر کوئی اہل انصاف
ہماری نسبت یہ افترا کر سکتا ہے ہرگز نہیں متعدد جگہ پر حضرت اقدس نے حضرت
عیسٰی کے ایسے افعال کو معجزہ ہی لکھا ہے ہاں البتہ معجزہ کی دو قسمیں کی
ہیں اور اس کو معجزہ عقلی قرار دیا ہے اور اُس کو دلائل سے ثابت کیا ہے
اور حقیقی احیا کی دلیل سے البتہ نفی کی ہے مثلاً یہ دلیل کہ صفات خاصہ الوہیت
میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور اگر شریک ہو تو پھر خدائے حقیقی کی خدائی کہاں
باقی رہی اور دوسرے مشرکوں میں اور اہل اسلام میں کیا فرق باقی رہا ہاں
یہ بھی ضرور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں چونکہ شعبدہ باز کثرت سے تھے
اس لئے یہ اعجاز عقلی حضرت عیسٰی کو عنایت فرمایا گیا تھا اور چونکہ معجزات جب
مصلحت وقت اللہ تعالیٰ ماموروں کو عطا فرمایا کرتا ہے اُس وقت یہی مصلحت
ہوئی پس اس لئے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جو ہزاروں صنائع بدائع مثل فونوگراف
کے جاری ہو گئی ہیں معجزات مسیحی کو بمقابلہ مثلاً فونوگراف جیسے صنعت کو کون
تسلیم کریگا اس بیان میں کیا محذور شرعی لازم آتا ہے اور پھر جو دلائل ازالہ میں
مندرج ہیں جیسا کہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون وغیرہ وغیرہ مشتہرین نے
ابھی تک اُن دلائل قرآنی کا نقض بھی نہیں کیا بھلا جو شخص ہمارے دلایل

ولن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وغیرہ کا نقض نہ کرے اور والٹا الزام ہمپر لگاوے
تو ایسے شخص سے ہم کو کیا امید ہدایت کی ہو سکتی ہے جو مناظرہ کیا جاوے اور
جو صاحبان ایسے فہیم ہیں کہ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کس وصف
میں مثیل مسیح ہیں اول وہ ہم کو بتاویں کہ قرآن مجید جو دعویٰ کرتا ہے کہ آں
حضرت صلعم مثیل موسیٰ ہیں جیسا کہ فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً
علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ اول وہ اس دعوے قرآنی کو
ثابت کریں پھر ہم سے سوال کریں کہ مرزا صاحب کس وصف میں مثیل مسیح ہیں
پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی بعد قائم ہونے اصل مماثلت کے آیت استخلاف
کما استخلف الذین من قبلھم وغیرہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مماثلت
کو بھی ثابت کر دینگے آپ غور فرماویں کہ بڑے بڑے مخالفین نے جیسے مولوی
محمد حسین بٹالوی ہیں تو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں سابق میں لکھا تھا کہ حضرت عیسٰی
کی حیات کا ثبوت یقینی قرآن مجید سے نہیں ہو سکتا اور اکثر علما مخالف نے مجھ سے
بھی کہا کہ ہم حضرت عیسٰی کی حیات میں بحث نہیں کرتے اور عبد الوہاب کہتا
ہے کہ حضرت عیسٰی کی وفات پر ہم ایک ہی آیت مانگتے ہیں یہ اُس کی بالکل
جہالت ہے ایسے شخص سے ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور وہ قابل خطاب
نہیں کیا فلما توفیتنی اُن کی وفات پر قطعی دلیل نہیں ہے مختصر طور پر ہم اس
غلط میں کچھ اس کا بیان کرتے ہیں آپ اُس کا جواب اُس سے لیجئے وہ دجال سے
خالی نہیں اگر توفی کے معنے آسمان پر اُٹھا لینے کے ہیں جیسا کہ مخالفوں کا عقیدہ
ہے اگرچہ یہ معنی آدم سے لیکر اس وقت تک کسی دوسرے بشر کے لئے نہیں
سنائے گئے مگر ہم مولوی عبد الوہاب کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے یہی معنے تسلیم
کرتے ہیں اب یہ تو مسلم ہے کہ سوال و جواب مندرجہ آیات مذکورہ قیامت کو ہوگا
اس لئے حضرت عیسٰی کی وفات قیامت تک نہ ہوئی ہوگی اور یہ سوال و
جواب قیامت کو واقع ہو جاویگا کیونکہ معنے توفی کے بزعم شان آسمان پر اُٹھا
لینے کے ہیں نہ وفات دینے کی اندریں صورت مخالف کا عقیدہ نزول من السماء
بالکل غت ربود ہو گیا اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی صحیح ہو گیا۔ کہ وہ قیامت
تک زندہ رہیں گے پس مخالفین کا اس صورت میں وہ حال ہوا ؎ اینہم رفت و
آنہم رفت۔ در پئے جاناں جہاں ہم رفت۔ فاین المفر اور اگر معنے توفی کے
وہی صحیح ہیں جو اہل حق لیتے ہیں اور تمام آیات قرآن مجید اور احادیث
اور کتب لغات اُس کی شاہد ہیں کہ توفاہ اللہ ای قبض اللہ روحہ
تو یہ جواب حضرت عیسٰی کا بالکل جھوٹ اور غلط ہوا جاتا ہے کیونکہ بموجب
عقیدہ مخالفین کے حضرت عیسٰی نے تو تمام اہل کتاب کو بوقت نزول مشرک
پایا اور آلہہ ثالثہ کا قائل بھی پایا اور توحید اسلام کو یہاں تک جاری کیا
ہوگا کہ کوئی اہل کتاب باقی نہ رہا ہوگا جو ایمان نہ لایا ہو جیسا کہ مخالفین کا عقیدہ
ہے کہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الآیہ تو
یہ جواب حضرت عیسٰی کا کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم و
محض جھوٹ اور غلط ہو گیا۔ اور جبکہ اُن کو بعد نزول من السماء کے
معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اُن کی قوم نصاریٰ نے الحاد کیا ہے تو یہ جواب
جھوٹ بھی ہوا اور پھر اخفائے شہادت کا جرم بھی حضرت عیسٰی کی طرف
علاوہ عاید ہوا۔ اندریں صورت مخالفین نے بروز قیامت حضرت عیسٰی
کی نجات ہی پر پانی پھیر دیا کیونکہ اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھذا
یوم ینفع الصادقین صدقھم۔ ونعم ما قیل دشمن دانا بہ از
نادان دوست۔ اور اگر کہا جاوے کہ یہ جواب حضرت عیسٰی کا متعلق
اُس زمانہ کے ہے جبکہ بعد نزول من السماء کے حضرت عیسٰی کی وفات
ہو جاوے گی۔ اور اُن کی اس وفات کے بعد نصاریٰ مشرک ہو جاویں گے
تو اسپر ایک طرفہ یہ لازم آتا ہے کہ ابھی تک نصاریٰ حق پر ہیں کیونکہ انکی وفات

ابھی تک تو ہوئی ہی نہیں اور اس صورت میں سوال اللہ تعالےٰ کا ءَ اَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِی وَاُمِّیَ اِلٰهَینِ مِن دُونِ اللّٰهِ ۔ بھی ابھی زمانہ مابعد الموت سے متعلق ہوگا پس فرمائیے کہ یہ تمام مناظرات قرآنی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نصاریٰ سے ہوئے وہ سب باطل ہوئے جاتے ہیں ونعوذ باللہ منہ اور اگر مانا جاوے کہ بالضرور نصاریٰ بعد رفع الی السماء کے بھی مشرک ہو گئے ہیں۔ تو پھر اُس کی باز پرس نہ ہونے کے کیا معنے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ فَاَیْنَ الْمَفَرُّ

اور پھر دوسرا فساد یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عیسٰی جب آسمان پر سے اُتر کر زمین پر آوینگے اور سورۂ مائدہ کی ان آخری آیات کو پڑھینگے تو قرآن مجید پر اُن کو یہ اعتراضات بالضرور پیدا ہونے لگے کیونکہ وہ تو ان جملہ واردات کے خود مورد ہیں اور جبکہ مضمون آیات کو خلاف ان واقعات کے پاوینگے تو کیا مخالفین کے نزدیک قرآن مجید کی وہ اصلاح بھی کرینگے بلکہ بہت سی آیات کی اصلاح اُن کو کرنی پڑے گی ونعوذ باللہ منہ پس اگر مخالفین اُنکی ان اصلاحوں کو قبول کر لیونگے تو قرآن مجید سے اُن کو ہاتھ دھونے پڑیں گے اور اگر قبول نہ کرینگے تو پھر اُن کے لئے بھی تکفیر کے فتوے جاری ہو جاویں گے فاین المفر واضح ہو کہ اُن آیات مذکورہ کی کچھ تفصیل ہم نے رسالہ کشف الغطاء میں تحریر کی ہے فلیرجع الیہ۔

پھر مولوی عبدالوہاب صاحب نے متنازعہ فیہا ایک یہ مسئلہ بھی قرار دیا ہے جو اُن کی لیاقت علمی کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دوبارہ زندگی دینا کے دینے پر قدرت ہے یا نہیں۔ افسوس کہ قدرت کا انکاری یہاں پر کون کرتا ہے ہاں البتہ قرآن مجید کے نصوص بیّنہ باآواز بلند فرما رہے ہیں کہ فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔ وغیرہ وغیرہ من الآیات الکثیرہ۔ پھر ایسی کج فہمیوں کے ہوتے عبدالوہاب صاحب کو کہاں تک سمجھایا جاویگا۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ مولوی صاحب کو اتنی خبر بھی نہیں کہ جن آیات سے مخالفین حقیقی موتٰی کی دوبارہ زندگی ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اس بارہ میں ہرگز نص نہیں ہیں پس نصوص بیّنہ کا مقابلہ کیونکر کر سکتے ہیں۔ پھر پانچواں مسئلہ یہ قرار دیا ہے کہ مہدی اور مسیح دو ہیں یا ایک افسوس کہ اس بیچارہ کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ اکابر ہیں یا مسیح اور مہدی۔ محدثین نے تو مہدی کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ اور مسیح کا ذکر متعدد احادیث صحیح اصحاح میں وارد ہے اُن اکابر محدثین کے نزدیک اگر مہدی اور مسیح دو شخص علیحدہ تھے تو احادیث مہدی کو کیوں نہیں ذکر کیا اِن اکابر محدثین کی قبروں سے جا کر سوال کیا جاوے کہ اُس میں کیا سر ہے اور پھر دریافت طلب یہ امر بھی ہے کہ جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح دو شخص ہیں جیسا کہ لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۔ یا جن روایتوں میں جو اوصاف مہدی کے بیان ہوئے ہیں بعینہا وہی اوصاف مسیح کے بیان ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی و مسیح دونوں ایک ہی ہیں تو ایسے روایات میں سوائے مسئلہ مقررہ علم اصول کے اذا تعارضا تساقطا کے اور کیا ہو سکتا ہی غرض کہ اوائل میں ہمارا خیال یہ تھا کہ مولوی عبدالوہاب صاحب کسی قدر اہل علم ہونگے مگر اب معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے اہل علم ہیں چھوٹے نہیں۔ تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اس لئے خاکسار کا لکھنا اب وہاں پر بے سود ہے اور آپ اطمینان فرمائیے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر آپ کو نہ پہنچا سکینگے۔ لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ

اِلَّا اَذًی ۔ والسلام خیر ختام۔

مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی

ڈائری

۱۳- فروری

نماز ظہر۔ قبل نماز ظہر مفتی صاحب نے مسٹر ویب باشندہ امریکہ کا خط حضرت اقدس کو سُنایا۔ حضرت نے فرمایا۔ ویب اگر دلی کوشش کرتا تو ضرور اس کا اثر لوگوں میں ہوتا۔ کیونکہ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل۔

ویب اہل امریکہ کو کیا کو سناتا ہے اُس کو اپنے دل کو کوسنا چاہئے اُسنے ہمارے سلسلہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی بلکہ بدگوئی کے ساتھ ہندوستان سے واپس چلا گیا تھا اس سے تو ہمارے نزدیک عبداللہ کوئلم بدرجہا بہتر ہے جس نے ایک جماعت مسلمانوں کی بنالی ہے۔ فاضل امروہی نے عرض کیا کہ ویب کے متعلق حضور نے ایک پیشگوئی کی تھی جبکہ وہ قادیان میں آنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ یہاں نہیں آئیگا اور واپس چلا جاویگا اور جس بات کے لئے واپس گیا تھا وہ بھی اس کو نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ واپس جا کر نادم ہوا۔

نماز عصر۔ قبل نماز عصر حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے اُن کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جاویں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں ہماری صداقت کے دلائل و حقیت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر اُن کو پیش کی جاوے۔

جن باتوں کو ہمارے مخالف مسلمان اُن کے آگے پیش کرتے ہیں ان میں بہت غلطیاں ہیں۔ مثلاً حیات مسیح۔ مسئلہ ختم نبوت۔ مکالمات الٰہی کے متعلق اس زمانہ کے مسلمانوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اس کتاب میں ان مسائل کی تنقیح اور ہمارے سلسلہ کے دلائل صداقت لکھے جاویں + ویب نے ایک چٹھی لکھی کہ جو معجزات اب پیش کئے جاتے ہیں اُن پر ٹھٹھا کئے جاتے ہیں۔

ان سب باتوں کے لئے ایک مستقل کتاب جامع ہو جس میں یہ سب مضمون لکھے جاویں۔

۱۷- فروری

نماز ظہر۔ آجکل جو خطرناک امراض ترقی پذیر ہو رہے ہیں ان کے متعلق ذکر ہونے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تقریبہ فرما رہے تھے جب خاکسار حاضر ہوا تو کلمات ذیل بر زبان مبارک جاری تھے۔ توحید اسلام ہی کی توحید ہی اسلام سکھلاتا ہے کہ جو زہریلے ذرات انسان کے اندر جا کر خطرناک امراض کا باعث ہوتے ہیں وہ سب خداتعالیٰ کے حکم کے ماتحت چلتے اور اثر پذیر ہوتے ہیں بغیر اذن الٰہی کوئی ذرہ اثر نہیں کر سکتا۔ لہٰذا خداتعالیٰ کے آگے تضرع و زاری کرنی چاہئے کہ وہ زہریلے ذرات ہوا کے اثر سے محفوظ رکھے اگر زہریلے ذرات و مواد انسان کے اندر خود بخود اثر پذیر ہوتے تو پھر ان ذرات کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑتے کہ اثر نہ کریں مگر ایسا نہیں ہے بلکہ کوئی چیز و ذرہ خداتعالیٰ کے حکم و اذن کے سوا اثر نہیں کر سکتا۔